﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک23اکتوبر 2015ء | شمارہ43
09محرم 1437 ہجری قمری ❁ 23/اخاء 1394 ہجری شمسی

بخشش خدا کا اختیار ہے

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
ایک آدمی نے کہا اللہ کی قسم فلاں آدمی کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کون ہے جو مجھ پر پابندی لگائے کہ فلاں کو نہیں بخشوں گا۔مَیں نے اسے بخش دیا اور جس شخص نے یہ کہا تھا،اس کے اعمال ضائع کر دیئے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب البر و الصلة۔ باب النھی عن تقنیط الانسان)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ہالینڈ 2015ء

لندن (برطانیہ) سے روانگی اور نن سپیٹ (ہالینڈ) میں ورود مسعود

❁...... یہ بات درست ہے کہ اسلام کا پیغام پہنچانے میں بہت سی مشکلات ہیں۔لیکن ہمارا یہ عزم ہے کہ ہم نے ہر صورت میں، ہر مشکل کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلام کا پیغام پہنچانا ہے اور رُکنا نہیں ہے۔

❁...... اسلام دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے۔ یہ اسلام پر الزام ہے۔ چند گروہ انتہاء پسند ہیں جنہوں نے اپنی حرکتوں سے اسلام کا نام بدنام کیا ہوا ہے۔یہ کوئی جہاد نہیں ہے کہ صرف لوگوں کو مارا جائے اور قتل کیا جائے۔ہم مسلسل دنیا میں اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم اور امن و سلامتی کا پیغام پہنچا رہے ہیں اور رواداری اور بھائی چارہ کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔

❁...... اب تیسری عالمی جنگ کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔اب صرف ISIS اور داعش کا معاملہ نہیں بلکہ پوری دنیا میں جنگ کا خطرہ ہے۔ بڑی طاقتوں کے مختلف بلاکس بن رہے ہیں۔

لوکل ریڈیو RTV Nunspeet کی جرنلسٹ اور ریجنل ٹی وی "TV Gelderlaand" کے نمائندوں کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انٹرویو۔
سیریا کے حالات اور وہاں سے یورپ آنے والے ریفیوجیز کے حوالہ سے سوالوں کے بصیرت افروز جوابات

احباب جماعت کی اپنے پیارے آقا سے انفرادی و فیملی ملاقاتیں

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

4/اکتوبر 2015ء بروز اتوار

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یورپ کے دوممالک ہالینڈ اور جرمنی کے سفر پر روانہ ہونے کے لئے صبح دس بج کر دس منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی احباب جماعت مرد و خواتین مسجد فضل لندن کے احاطہ میں جمع تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے احباب کے درمیان رونق افروز رہے اور ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کا دیدار کیا اور شرف زیارت پایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا کروائی جس کے بعد چار گاڑیوں پر مشتمل قافلہ برطانیہ کے ایک ساحلی شہر Dover کی طرف روانہ ہوا۔

Dover بندرگاہ، انگلستان کی ایک مشہور بندرگاہ ہے۔لندن اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں آباد لوگ یورپ کا سفر عموماً اسی بندرگاہ سے کرتے ہیں۔

Dover سے گیارہ میل پہلے وہ مشہور Channel Tunnel آتی ہے جو سمندر کے نیچے سے برطانیہ اور فرانس کے ساحلی علاقوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ اس سرنگ کے ذریعہ کاریں اور دیگر گاڑیاں بذریعہ ٹرین فرانس کے ساحلی شہر Calais تک پہنچتی ہیں۔آج اسی چینل ٹنل کے ذریعہ سفر کا پروگرام تھا۔

لندن سے مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے، مکرم منصور احمد شاہ صاحب نائب امیر یوکے، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج یوکے، مکرم وسیم احمد چوہدری صاحب صدر مجلس انصار اللہ یوکے، مکرم مرزا محمود احمد صاحب، مکرم ناصر انعام صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے، مکرم اخلاق انجم صاحب (دفتر تبشیر)، مکرم غالب احمد صاحب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری اور مکرم نذیر بلوچ صاحب (حفاظت خاص) اور مکرم عمران ظفر صاحب مہتمم عمومی خدام الاحمدیہ یوکے، خدام کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے چینل ٹنل تک قافلہ کے ہمراہ آئے تھے۔

قریباً ایک گھنٹہ تیس منٹ کے سفر کے بعد گیارہ بج کر چالیس منٹ پر Channel Tunnel پہنچے۔لندن سے ساتھ آنے والے احباب نے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہا۔امیگریشن کی کارروائی اور دیگر سفری امور کی تکمیل کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چینل ٹنل کے پارکنگ ایریا میں تشریف لے آئے۔ بارہ بجکر پانچ منٹ پر گاڑیاں ٹرین پر بورڈ کی گئیں۔ یہ ٹرین دومنازل پر مشتمل ہے اور اس کے اندر ایک وقت میں 180 کاریں مع مسافر بورڈ (board) کی جاتی ہیں۔ قافلہ کی گاڑیاں دوسری منزل پر board ہوئیں۔ٹرین اپنے وقت کے مطابق بارہ بجکر بیس منٹ پر 140 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے فرانس کے ساحلی شہر Calais کے لئے روانہ ہوئی۔اس سرنگ کی کُل لمبائی 31 میل ہے اور اس میں سے 24 میل کا حصّہ سمندر کے نیچے ہے۔اس سرنگ کا گہرا ترین حصّہ سمندر کی تہہ سے 75 میٹر یعنی 250 فٹ نیچے ہے۔ اب تک پانی کے نیچے بننے والی ٹنل (Tunnel) میں سے یہ دنیا کی سب سے بڑی ٹنل ہے۔

قریباً نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد فرانس کے مقامی وقت کے مطابق ایک بج کر پچاس منٹ پر فرانس کے شہر Calais پہنچے۔فرانس کا وقت برطانیہ کے وقت سے ایک گھنٹہ آگے ہے۔ٹرین رکنے کے بعد قریباً پانچ منٹ کے وقفہ سے گاڑیاں ٹرین سے باہر آئیں اور موٹروے پر سفر شروع ہوا۔

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق چند کلومیٹر کے فاصلہ پر جماعت ہالینڈ سے آئے ہوئے وفد نے ایک ریسٹورنٹ کے پارکنگ ایریا میں اپنے پیارے آقا کا استقبال کرنا تھا اور پھر یہاں سے قافلہ کو Escort کرتے ہوئے نن سپیٹ (Nunspeet) لے کر جانا تھا۔

دو بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جگہ پہنچے تو مکرم ہبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت ہالینڈ، مکرم عبدالحمید درفیلدن صاحب نائب امیر ہالینڈ، مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب مبلغ انچارج ہالینڈ، مکرم مظفر حسین صاحب جنرل سیکرٹری، مکرم زبیر اکمل صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی، مکرم

جمیل احمد صاحب لوکل صدر جماعت Zwolle، مکرم چوہدری لئیق احمد صاحب، مکرم عطاء القیوم عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ اور مکرم ضیاء القمر صدیقی صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ ہالینڈ نے اپنی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے اور از راہ شفقت ان تمام احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کا انتظام یہاں ریسٹورنٹ کے ایک حصّہ میں کیا گیا تھا۔ ساڑھے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ بعد ازاں پروگرام کے مطابق یہاں سے نن سپیٹ (ہالینڈ) کے لئے روانگی ہوئی۔ یہاں سے نن سپیٹ کا فاصلہ 390 کلومیٹر ہے۔

55 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد فرانس کا بارڈر کراس کر کے ملک بیلجیم کی حدود میں داخل ہوئے۔ بیلجیم میں 190 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد شام سات بجے بیلجیم کا بارڈر کراس کر کے قافلہ ہالینڈ میں داخل ہوا۔ بیلجیم میں روڈ ورک (road work) اور پھر راستہ کی تبدیلی کی وجہ سے نارمل وقت سے قریباً ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ زائد لگا۔ اس طرح ہالینڈ میں مزید 145 کلومیٹر کا سفر طے کر کے قریباً آٹھ بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نن سپیٹ میں ورود مسعود ہوا۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کار سے باہر تشریف لائے تو نن سپیٹ اور ہالینڈ کے مختلف شہروں کی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں، بچیوں نے اپنے پیارے آقا کا بڑا پُر جوش استقبال کیا۔ بچیاں اور بچے مختلف گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کر رہے تھے۔ فرط عقیدت اور محبت سے ہر طرف سے ہاتھ بلند تھے اور احباب نعرے بلند کر رہے تھے۔ ''اھلاً وسھلاً و مرحبا یا امیر المومنین'' کی صدائیں ہر طرف سے بلند ہو رہی تھیں۔

مکرم حامد کریم محمود صاحب مبلغ ایمسٹرڈم (ہالینڈ)، مکرم سفیر احمد صدیقی صاحب مبلغ نن سپیٹ، مکرم اظہر نعیم صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ، مکرم طاہر احمد محمود صاحب نیشنل سیکرٹری امور عامہ اور مکرم عبد الباسط صاحب لوکل صدر جماعت نن سپیٹ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر نن پیٹ کے میئر Hon. Dick van Hemmen بھی حضور انور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضور انور نے از راہ شفقت انہیں شرف مصافحہ عطا کیا۔

جماعتی مرکز بیت النور کے ہمسایہ میں رہنے والے میاں بیوی Mr. Jaap اور Mrs. Margriet بھی حضور انور کو خوش آمدید کہنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان میاں بیوی نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے لئے یہ بڑی سعادت ہے کہ ہم حضور انور کو مل رہے ہیں۔ ایک طفل عزیزم مظفر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

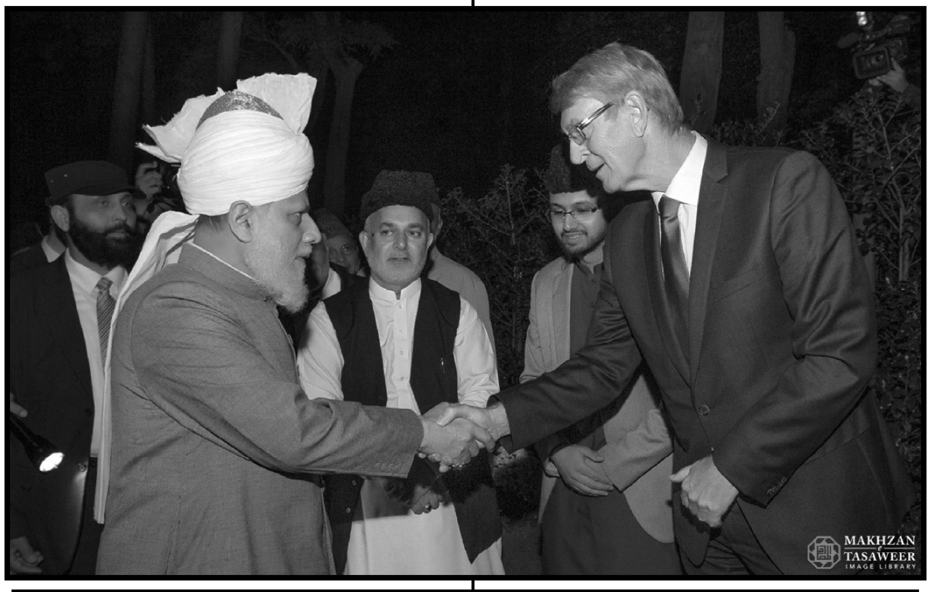

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا Hon. Dick van Hemmen, Mayor of Nunspeet
نن سپیٹ میں استقبال کرتے ہوئے

بنصرہ العزیز کی خدمت میں پھول پیش کئے اور ایک بچی عزیزہ الفاف Baurik نے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا العالی کی خدمت میں پھول پیش کئے۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنے رہائشی حصّہ میں تشریف لے گئے۔

اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے احباب جماعت مرد و خواتین، نو جوان، بوڑھے بچے اور بچیاں دوپہر سے ہی جماعتی مرکز بیت النور پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ نن سپیٹ (Nunspeet) کی مقامی جماعت کے علاوہ، Den Hagg، Amsterdam، Utercut، Arnhen، Lylstad، Rotterdam، Eindhven، Denbush، Almeere، Amsteleen، Zwolle اور Schiedam کی جماعتوں سے احباب جماعت سفر کر کے نن سپیٹ پہنچے تھے اور سبھی اپنے آقا کے انتظار میں کافی دیر سے کھڑے تھے۔ ان سبھی نے شرف زیارت پایا اور سبھی ان مبارک لمحات سے فیضیاب ہوئے۔

نو بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال کے لئے ہالینڈ کی مختلف جماعتوں سے جو احباب مرد و خواتین یہاں بیت النور پہنچے تھے ان سبھی نے نماز مغرب وعشاء اپنے آقا کی اقتدا میں پڑھنے کی سعادت پائی۔ ان میں سے بعض فیملیاں ایسی بھی تھیں جو گزشتہ کچھ عرصہ کے دوران پاکستان سے کسی ذریعہ سے یہاں پہنچی تھیں اور ان کی زندگی میں اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں یہ پہلی نماز تھی۔ یہ لوگ اپنی اس سعادت پر بیحد خوش تھے اور ان بابرکت لمحات سے فیضیاب ہو رہے تھے جو انہیں ایک نئی زندگی عطا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادتیں ہم سب کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

....

جماعت احمدیہ نن سپیٹ کا مختصر تعارف

نن سپیٹ (Nunspeet) میں جماعتی مرکز 'بیت النور' وسیع و عریض عمارات پر مشتمل ہے۔ اس کا رقبہ سوا ایکڑ ہے۔ اس کمپلیکس میں تین بڑی عمارات ہیں جو تین بلاکس کی صورت میں ہیں۔ بلاک اے (A) تین منزلہ ہے۔ اس کی پہلی منزل پر ایک بڑا ہال ہے جو 1985ء سے گزشتہ سال تک یعنی قریباً 30 سال بطور مسجد استعمال ہوتا رہا ہے اور اس کے علاوہ اس عمارت کی پہلی دوسری اور تیسری منازل پر بائیس (22) کمرے ہیں اور ان کمروں کی ایک بڑی تعداد مہمانوں کی رہائش کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ غسلخانے اور جماعتی کچن ہیں۔ لنگر خانہ کا انتظام بھی اسی عمارت کے ساتھ منسلک ہے۔ جماعتی لائبریری بھی اسی عمارت میں ہے۔ دوسرا بلاک بی (B) بھی تین منزلہ ہے۔ اس کی پہلی دو منازل پر تین ہال ہیں اور تیسری منزل پر سات گیسٹ ہاؤسز یعنی رہائشی اپارٹمنٹس ہیں۔

تیسرا بلاک سی (C) ہے جس کے ایک حصہ کو گزشتہ سال مسجد کی شکل میں تبدیل کیا گیا ہے اور باقاعدہ محراب وغیرہ بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس بلاک میں دو دفاتر اور ایک رہائشی حصّہ بھی ہے۔ اس کمپلیکس میں ان تین بلاکس کے علاوہ ایک رہائشی بنگلہ بھی ہے۔ یہ کمپلیکس 1985ء میں خریدا گیا تھا۔ نن سپیٹ کا علاقہ نہایت خوبصورت جنگلات سے گھرا ہوا ہے اور ایک پُر فضا مقام ہے۔

سال 1985ء میں جب یہ جگہ خریدی گئی تھی تو نن سپیٹ میں صرف ایک احمدی فیملی مقیم تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال نن سپیٹ جماعت کی تجنید 155 سے تجاوز کر گئی تھی۔ اب اس کو دو جماعتوں نن سپیٹ اور Zwolle میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جماعت تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

....

5/اکتوبر 2015ء بروز سوموار

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بج کر 45 منٹ پر بیت النور میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔ پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے۔

....

لوکل ریڈیو RTV Nunspeet کی جرنلسٹ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انٹرویو

لوکل ریڈیو RTV Nunspeet کی جرنلسٹ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انٹرویو

لوکل ریڈیو RTV Nunspeet کی نیوز انچارج اپنے کیمرہ مین اور جرنلسٹ Bernadeth کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کے لئے آئی ہوئی تھی۔ یہ انٹرویو یہاں بیت النور سے براہ راست RTV ریڈیو پر نشر ہونا تھا۔

❁......جرنلسٹ نے پہلا سوال یہ کیا کہ حضور کس لئے ہالینڈ آئے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں ہالینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ میں فارن افیئرز کمیٹی (Foreign Affairs Committee) نے دعوت دی تھی کہ میں یہاں پارلیمنٹ میں آؤں اور یہاں ڈسکشن ہو اور ان سے ایڈریس بھی کروں۔ ایک تو یہ وجہ ہے آنے کی۔ پھر المیرے (Almeere) کی مسجد کے سنگ بنیاد کا پروگرام بھی ہے۔ یہ پروگرام اگلے روز ہے۔ اس کے علاوہ اپنی کمیونٹی کے ممبران سے ملنے کا پروگرام ہے۔ ان سے مل کر ان کے حالات دیکھتا ہوں۔ ان کے مسائل کا علم ہوتا ہے اور مختلف امور میں ان کی رہنمائی کرتا ہوں۔

❁......نن سپیٹ میں قیام کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ مَیں یہاں ایک ہفتہ ٹھہروں گا۔ یہ بہت خوبصورت علاقہ ہے اور مجھے یہ جگہ پسند ہے۔ مَیں جب بھی یہاں آتا ہوں۔ یہاں کے قیام سے محظوظ ہوتا ہوں۔

❁...... ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ میرا قیام لندن میں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ 1984ء میں اُس وقت کے پاکستان کے ڈکٹیٹر ضیاء الحق نے جماعت کے خلاف بڑے سخت قوانین بنائے۔ ہمیں السلام علیکم کہنے کی اجازت نہیں تھی۔ نماز پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔ کوئی اسلام کی تعلیمات پر عمل نہیں کر سکتا تھا۔ تبلیغ نہیں کر سکتے تھے۔ کوئی بھی ایسا طریق جس سے اسلامی عقائد کا اظہار ہوتا ہو وہ ہم نہیں کر سکتے تھے۔ تو خلیفۃ المسیح ان شرائط کے ساتھ وہاں نہیں رہ سکتا تھا۔ اس لئے مجھ سے پہلے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو پاکستان سے لندن شفٹ ہونا پڑا۔ 1984ء سے وہیں رہے اور اُس وقت سے ہی لندن میں ہیڈ کوارٹر ہے۔ 2003ء میں ان کی وفات ہوئی۔ چونکہ پاکستان میں حالات اسی طرح بدستور قائم تھے اس لئے جب پانچویں خلافت کا انتخاب ہوا تو وہ مسجد فضل لندن میں ہوا اور وہاں مجھے خلیفہ منتخب کیا گیا۔ چنانچہ اُس وقت سے مَیں لندن میں مقیم ہوں۔

حضور انور نے فرمایا ایک نبی کی وفات کے بعد اُس کے جاری کاموں کو آگے بڑھانے اور پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے خلافت کا نظام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایک ایسا زمانہ بھی

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 371

مکرم ابو جہان یاسین صاحب(3)

گزشتہ دو قسطوں میں ہم نے مکرم ابو جہان یاسین صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کے احوال کا ایک بڑا حصہ پیش کیا تھا۔اس قسط میں ان کے اس روحانی سفر کے باقی واقعات بیان کئے جائیں گے۔احمدیت قبول کرنے کے جرم میں ان کا کورٹ مارشل ہوُا جس کے بارہ میں وہ لکھتے ہیں: کورٹ مارشل کی ابتدا میں ہی مجھے 90 دن کی جیل کی سزا دی گئی۔ یہ سزا کیس شروع ہونے سے بھی قبل کی ہے۔گویا اصل کیس اس کے بعد شروع ہونا تھا۔90 دن کی سزا بعد ازاں مختصر ہو کر 40 دن کی رہ گئی جسے گزارنے کے بعد میں اپنے شعبہ میں لوٹا تو مجھے میری پوسٹ پر بحال نہ کیا گیا بلکہ اگلے حکم کا انتظار کرنے کا کہا گیا۔

رہائی کا راستہ

انہی ایام میں مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک باڑنماروک کے سامنے کھڑا ہو کر قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہوں۔ایسے میں آنکھ اٹھا کر دیکھا تو مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نظر آئے۔آپ کے ہاتھ میں ایک ورق تھا اور آپ مسکراتے ہوئے مجھے فرما رہے تھے کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے جنرل سے کہہ کر اس ورق کے ٹکڑے ٹکڑے کروا دوں؟ میں سمجھ گیا کہ اس قید سے رہائی حضور انور کی دعاؤں سے ہوگی۔اور بعد میں یہی ثابت ہوا کہ حضور انور کی دعاؤں کی بدولت مجھے سزا بھی کم ہوئی اور پھر رہائی بھی قبل از وقت ہوگئی۔

’’دہشت گرد‘‘ سے امام الصلوٰۃ تک

چند دنوں کے بعد ہی مجھے دوسرے شہر کی فوجی عدالت میں بلا کر وہاں کی مقامی جیل میں ڈال دیا گیا۔ جیل کے کمرہ میں داخل ہوا تو وہاں پر 18 چھوٹے بڑے آفیسرز موجود تھے جو اپنے کیس کی شنوائی اور فیصلہ کے منتظر تھے۔جیل کے کمروں میں سے یہ سب سے اچھا کمرہ تھا۔ میں وہاں پر ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور جب کمرہ کو ہر طرف سے دیکھا تو عجیب خوشگوار حیرت ہوئی کیونکہ یہ وہی کمرہ ہے جسے مَیں نے قبل ازیں خواب میں دیکھا تھا۔بعد میں پتہ چلا کہ اس کمرہ کے قیدیوں کے نام اور ان کے علاقے بھی وہی تھے جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے۔

ازاں بعد مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ مجھ سے قبل توفیق صاحب بھی اسی کمرے میں رہے ہیں لیکن چونکہ اس کمرے کے قیدیوں کو توفیق صاحب کے بارہ میں بتایا گیا تھا کہ وہ دہشت گرد ہیں لہٰذا کمرہ کے قیدی ان سے خائف تھے، اور اسی بنا پر توفیق صاحب اس کمرہ میں زیادہ دیر نہ رہ سکے تھے۔ میرے بارہ میں بھی شاید اسی قسم کی اطلاع دی گئی تھی پھر میرا ان کے ساتھ نماز میں شریک نہ ہونا بھی ان کے تحفظات میں اضافہ کر رہا تھا۔اس کے باوجود میں کئی ماہ تک اسی کمرہ میں ہی قید رہا۔ایک ماہ کے اندر اندر سب کو میرے عقائد و ’’جرم‘‘ کا بھی علم ہو گیا تھا،لیکن چونکہ سب سمجھدار تھے اس لئے سب نے متفقہ طور پر مجھے امام الصلوٰۃ بنالیا۔

جیل میں روحانی مائدہ

ہر روز ظہر اور شام کے وقت مختلف بیرکس کے قیدیوں کو کچھ دیر کے لئے باہر نکلنے اور آپس میں ملنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ چنانچہ اگلے روز ظہر کے وقت جب ہم نکلے تو توفیق صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ اور پھر ہم روزانہ ہی ملنے لگے۔مکرم توفیق صاحب نہ جانے کیسے جیل میں ہی حضور انور کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ منگوا لیتے جسے پورا ہفتہ بار بار پڑھ کر ہم روحانی مائدہ سے فیضیاب ہوتے رہے۔ اسی طرح بعض آیات کی تفسیر اور سوالات کا بھی جب میں توفیق صاحب سے ذکر کرتا تو وہ ان کے جوابات بھی منگوا لیتے تھے۔

ایک بے دین کو تبلیغِ حق

دوسری جانب میں ہر روز ایک آسٹرین قیدی سے بھی ملتا تھا۔اس کے ساتھ ملنے کی وجہ یہ تھی کہ اسے جرمن زبان آتی تھی اور میں نے کچھ عرصہ پہلے جرمن سیکھی تھی لیکن مشق نہ ہونے کی وجہ سے بھول رہا تھا۔ اس شخص سے ملاقات اور باتیں کرنے کے بعد میری جرمن زبان بھی رواں ہونے لگی تھی۔ چند روز کے بعد ہی اس کے ساتھ مختلف موضوعات پر بات ہونے لگی۔ اس کا خیال تھا کہ مذہب انسان کی ایجاد ہے اور انبیاء آدمی کے دل میں عورت کو دبانے کی اس دیرینہ خواہش کی عملی تصویر پیش کرتے ہیں جو قدیم عورت کی حکمرانی کے دوران آدمی کے دل میں بشدّت پیدا ہوتی تھی۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور چونکہ ذہنی لحاظ سے ایک ترقی یافتہ دور میں ہوا، اس لئے آپ بھی ان میں سے ایک ذہین اور عالم شخص تھے۔خدا کے نبی یا فرستادے نہ تھے۔نعوذ باللہ۔

اس کے خیالات کے پیش نظر مَیں نے اسے اسلامی اصول کی فلاسفی کا جرمن ترجمہ دینے کا سوچا۔اور پھر نہ جانے کس قدر کوششوں کے بعد بالآخر میں یہ کتاب جیل میں لانے میں کامیاب ہو گیا اور اس دوست کو پڑھنے کے لئے دی۔تین دن کے بعد جب ہماری ملاقات ہوئی تو میں کتاب کے بارہ میں اس کا تبصرہ سننے کا منتظر تھا۔میرے سوال کرنے پر اس نے کہا کہ اس کتاب کے انڈین مؤلف نے ہر مضمون کی کوئی نہ کوئی کَل ڈھونڈ نکالی ہے۔اور اس میں انڈین تہذیب کا بہت دخل ہے۔اس لحاظ سے انڈین مسلمان عربی مسلمان سے مختلف ہے۔

اس موقع پر مَیں نے حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کی کتاب ’’الہام، عقل، علم اور سچائی‘‘ کے بارہ میں بھی بتایا لیکن باوجود کوشش کے اس کتاب کو جیل میں مہیا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

ایمان کی سزا اور ’’جہان‘‘ کی آمد

جیل میں چھ ماہ گزارنے کے بعد مجھے اور ایک اور فوجی احمدی مکرم راقی صاحب کو عسکری عدالت میں فیصلہ سنانے کے لئے پیش کیا گیا۔اس موقعہ پر سرکاری وکیل نے جو معمولی بات کی وہ بھی ہمارے حق میں تھی۔ اس بناء پر عدالتی کارروائی میں وقفہ کے دوران کئی دوست ہمیں مبارکباد دینے لگے کہ شاید تمہیں بری کر دیا جائے گا۔لیکن ہماری توقعات کے برعکس وقفہ کے بعد جج نے ہمیں عسکری قوانین کی خلاف ورزی کے جرم میں دو سال قید کی سزا سنائی۔ حالانکہ عسکری قانون میں واضح طور پر لکھا ہے کہ ہر فوجی کو اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے، اور کسی صلح پسند دینی جماعت میں شامل ہونے کی ممانعت قانون کا حصہ نہیں ہے۔ہاں مختلف تنظیمیں بنانے اور ان میں شامل ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

شام کو ہم اپنی بیرک میں لوٹے تو میں سوچنے لگا کہ کس طرح اپنی اہلیہ تک اس خبر کو پہنچنے سے روکا جائے، کیونکہ انہی ایام میں میرے ہاں بچی کی ولادت ہونے والی تھی اور ایسی حالت میں یہ خبر اہلیہ اور بچی دونوں کے لئے خطرناک ہو سکتی تھی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور ہر قسم کی مشکل سے بچایا۔اس نے محض اپنے فضل سے ہمیں بیٹی عطا فرمائی تو میں نے حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا کے نام پر اپنی بیٹی کا نام ’’جہان‘‘ رکھا۔

دعوت الی اللہ اور اس کے ثمرات

ہم نے قانونی کارروائی کے لئے سزا کے خلاف اپیل کی جس کا جواب آدھی سزا یعنی ایک سال گزرنے کے بعد نامنظوری کی شکل میں آیا تو جیل کے قیدیوں میں یہ بات گردش کرنے لگی کہ عمومی طور پر تو ہر قیدی کی اپیل ردّ ہونے کی صورت میں اگلے دن کے اخبار میں اس کے بارہ میں رپورٹ ضرور چھپتی تھی لیکن ہمارے بارہ میں اور ہماری اپیل ردّ ہونے کے بارہ میں رپورٹ کیوں نہ شائع ہوئی؟

میں نے اس موقعہ کو غنیمت جان کر سب کو جماعت کے عقائد اور اس کے کاموں کے بارہ میں بتایا اور اس سبب کی بھی نشاندہی کی جس کی بنا پر جماعت کے بارہ میں بات نہیں کی جاتی اور وہ یہی ہے کہ جماعت صحیح اسلامی تعلیمات پیش کرتی ہے جس کے بالمقابل روایتی سوچ اور فاسد خیالات کی کوئی جگہ نہیں رہتی۔اور احمدیت کے پھیلنے سے علماء کی حقیقت آشکار ہو جائے گی اور ان کا بناوٹی مقام و مرتبہ خطرہ میں پڑ سکتا ہے۔اس لئے ایسی بات شائع کرنے سے گریز کیا جاتا ہے۔جیل کے قیدیوں میں کوئی بھی دینی اور علمی لحاظ سے ایسا نہ تھا جو میرے سامنے آ کر روایتی طرزِ فکر اور مروّجہ عقائد کا دفاع کر سکتا۔

انہی ایام میں ایک شخص جس کے پاس یورپین نیشنیلٹی تھی منشیات کی سمگلنگ کے جرم میں جیل میں ڈالا گیا۔ یہ شیعہ تھا اور مختلف امور کے بارہ میں اہل سنت کی رائے لینے کی کوشش کرتا تھا۔ چونکہ قیدی علمی کمی کی بناء پر اسے اُوٹ پٹانگ جواب دیتے تھے اس لئے یہ شیعہ قیدی سب کو چیلنج دینے لگ گیا کہ اہل سنت میں کوئی ہے تو میرے سامنے آئے۔ اس کے چیلنج کو سن کر میرے بعض دوستوں نے مجھے اس کے چیلنج کا جواب دینے کے لئے کہا۔دوستوں کے اصرار پر ہماری گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔اس نے شیعوں کے معروف طریق کے مطابق حضرت علیؓ کی افضلیت اور انہیں خلافت کا پہلا حقدار ثابت کرنے کی کوشش کی۔ میں نے اس کی باتوں کا جواب دینے کی بجائے سوال کیا کہ:

کیا بارہ امام معصوم ہیں؟ اور سب کی اقتدا لازم ہے؟

اس نے کہا: ہاں یہ درست بات ہے؟

میں نے کہا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات مان کر صلح کر لی لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ایسا نہ کیا بلکہ یزید کی بیعت کرنے سے مرنا بہتر سمجھا۔اب آپ ہی بتائیں کہ دونوں میں سے کس کا موقف درست تھا؟ اور کس کی پیروی کرنی چاہئے؟ اس نے اس کا گول مول جواب دے کر گفتگو کا رُخ دوسرے موضوعات اور مسائل کی طرف موڑ دیا۔ میں نے جماعتی نقطۂ نگاہ سے ہر معاملہ میں حقائق سامنے رکھے۔ شاید اسی کا اثر تھا کہ ایک ہفتہ کے بعد وہ آیا اور سب کے سامنے کہنے لگا کہ خیالات کی حد تک تو میں احمدی ہو گیا ہوں۔ بعد میں وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ خدا کی خاص تقدیر مجھے احمدیت سے متعارف کرانے کے لئے جیل لے آئی ہے۔

جب جیل کے دیگر قیدیوں تک یہ خبریں پہنچیں تو انہوں نے بعض قیدی علماء کے ساتھ میرا مناظرہ کرانے کی کوشش کی جو کامیاب رہی لیکن ان کے لائے ہوئے عالم کے ساتھ محض ایک مرتبہ ہی بات ہوئی جس کے بعد اسے دس سال کی سزا ہو گئی اور اسے کسی اور جیل میں بھجوا دیا گیا۔

جب میرے مناظروں کا علم سپرنٹنڈنٹ جیل کو ہوا تو اس نے بعض عہدیداروں سے بات کر کے مجھے دوسرے شہر کی جیل میں بھجوا دیا۔جب میں وہاں پہنچا تو جیل کے کمرے کو دیکھ کر حیران رہ گیا کیونکہ اسی کمرے کو میں نے چند روز قبل اپنی خواب میں دیکھا تھا۔ یہاں پر ایک شخص نے مجھ سے جیل آنے کا سبب پوچھا تو میں نے اسے بھی کھل کر جماعت کی تبلیغ کی۔اس نے ناسخ ومنسوخ کے مسئلہ کی نفی کے بارہ میں سنا تو ایک سلفی کو میرے ساتھ بحث کے لئے لے آیا۔

میں نے اس سے پوچھا کہ کیا منسوخ آیت کے حکم پر عمل کرنا جائز ہے؟

سلفی: نہیں۔

ابو جہان: گویا منسوخ آیت پر کیا ہوا عمل باطل ہے؟

سلفی: باطل نہیں، منسوخ ہے۔

ابو جہان: کیا منسوخ جائز کی ضد ہے؟

سلفی: نہیں، منسوخ کو صرف منسوخ ہی کہنا چاہئے۔ اسے باطل کہنا چاہئے نہ ناجائز۔

ان ابتدائی سوالوں کے بعد ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ بات اتنی آسان نہیں ہے۔لہٰذا اس نے کہا کہ مجھے اپنے علماء سے مل کر اس مسئلہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔اور پھر وہ کبھی بحث کے لئے دوبارہ نہ آیا۔

رہائی اور خدا کی ستاری

کچھ عرصہ کے بعد ہی حاکم وقت کی طرف سے بعض قیدیوں کی معافی کا اعلان ہوا، جس میں میرا نام بھی شامل تھا۔رہائی کے بعد میں اپنے اہل خانہ کے پاس گیا تو سب سے پہلے ان سے یہ سوال کیا کہ اس عرصہ میں تم نے گزارا کیسے کیا؟ کیونکہ میری تنخواہ تو گرفتاری کے روز سے ہی بند ہو گئی تھی اور گھر کا کرایہ اور گزارا چلانے کا بظاہر کوئی انتظام نہ تھا۔میری اہلیہ نے بتایا کہ اس نے کچھ رقم جمع کی ہوئی تھی، ابتدائی چند ماہ میں تو اس سے گزارا ہوتا رہا۔ پھر مکرم توفیق صاحب کی رہائی ہو گئی تو انہوں نے گھر کے ماہانہ کرائے کا انتظام اپنے ذمے لے لیا۔اسی طرح میری اہلیہ کی ایک بہن سپین میں رہتی ہے اس نے کچھ مال امانت کے طور پر میری اہلیہ کے پاس رکھوایا ہوا تھا، چنانچہ بعد میں اس مال سے گھر کا خرچ چلنے لگا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے پردہ پوشی فرمائی۔

میرے گھر میں سے کسی نے بھی احمدیت قبول نہ کی۔ میری اہلیہ مخالفت نہیں کرتی بلکہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی کو ہمیشہ پہنے رکھتی ہے لیکن حالات اور واقعات کی وجہ سے خائف ہے۔آخر پر یہی کہتا ہوں کہ یہ خدا کا احسان ہے کہ اس نے مجھے ہدایت کا راستہ دکھا کر صبر و ثبات کی نعمت سے نوازا اور امام الزمان کی بیعت سے محروم رہ جانے والوں سے نکال کر ایمان کی ایقان کی دولت عطا فرمائی۔ فالحمدللہ علی ذالک۔............**(باقی آئندہ)**

اسلامی نماز

(حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

(قسط2)

مسلمانوں پر پانچ نمازوں کی فرضیت اوران کی تفصیل اوراوقات

نمازمسلمانوں پر پانچ وقت فرض ہے۔ایک نمازصبح کی جس کا وقت پَو پھٹنے سے لے کرسورج نکلنے کے وقت تک ہوتا ہے۔یعنی سورج نکلنے سے پہلے یہ نمازختم ہوجانی چاہئے۔اس نماز کی دو رکعت ہوتی ہیں۔ایک نمازسورج ڈھلنے سے لے کراندازاً پونے تین گھنٹہ بعدتک پڑھی جاتی ہے۔گرمیوں میں یہ وقت ہندوستان میں کوئی تین گھنٹہ تک چلا جاتا ہے۔اس نماز کوظہر کی نماز کہتے ہیں اوراس کی چار رکعت ہوتی ہیں۔اس کے بعدتیسری نماز کا وقت شروع ہوتا ہے۔ یہ نماز دھوپ کے زرد ہونے کے وقت تک پڑھی جا سکتی ہے۔ اسے عصر کی نماز کہتے ہیں اور اس کی بھی چار رکعت ہوتی ہیں۔ اس کے بعد سورج ڈوبنے سے لے کر شفق یعنی مغرب کی طرف کی سرخی کے غائب ہونے تک چوتھی نماز کا وقت ہوتا ہے اوراسے مغرب کی نماز کہتے ہیں۔ اس کی رکعتیں تین ہوتی ہیں۔پہلی دورکعتوں کے بعدتشہد پڑھتے ہیں اور پھرکھڑے ہوکرایک رکعت پڑھتے ہیں اور دونوں سجدوں کے بعدتشہد میں بیٹھ کراور جو دعائیں اوپر بیان ہوچکی ہیں پڑھ کرسلام پھیر دیتے ہیں۔اس کے بعد پانچویں نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جسے عشاء کی نماز کہتے ہیں۔ اس کا وقت ہندوستان کے اوقات کے لحاظ سے غروب آفتاب سے کوئی ڈیڑھ گھنٹہ بعد سے شروع ہوتا ہے اورنصف شب تک اوربعض کے نزدیک اس کے بعدتک بھی چلا جاتا ہے۔اس نماز کی رکعتیں بھی چار ہوتی ہیں۔

جورکعتیں بیان کی گئی ہیں یہ اس وقت کے لئے ہیں جبکہ انسان وطن میں موجود ہو یا ایسی جگہ پر ہو جہاں اس کی مستقل اقامت ہو۔جب سفر میں ہوتو اس صورت میں صبح اورمغرب کی نمازوں کے سوا دوسری نمازیں آدھی پڑھی جاتی ہیں۔یعنی بجائے چار رکعتوں کے دو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔بعض لوگوں میں غلطی سے یہ خیال پیدا ہوگیا ہے کہ سفر میں آدھی نماز رہ گئی ہے۔لیکن اصل بات یہ نہیں بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے جسے امام مالکؒ نے نقل کیا ہے(مؤطا امام مالک قصر الصلوة فی السفر) ثابت ہے کہ جب نمازفرض ہوئی ہے توظہر، عصر اور عشاء کی دو رکعتیں ہی تھیں مگر بعد میں سفر کی حالت میں دو دو رکعتیں ہی رہنے دی گئیں لیکن حضر یعنی اقامت کے ایام میں دُگنی نماز کردی گئی۔یعنی دو دو کی جگہ چار چار رکعتوں کا حکم ملا۔

ان نمازوں میں سے صبح کی نماز باجماعت ہوتو امام سورہ فاتحہ اورقرآن کریم کا حصہ بلند آواز سے پڑھتا ہے اورمقتدی سورة فاتحہ ساتھ ساتھ آہستہ پڑھتے ہیں اور باقی قراءت صرف سنتے ہیں۔ باقی حصہ نماز کا امام بھی آہستہ پڑھتا ہے سوائے تکبیروں اورسَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه اورآخری سلاموں کے۔ظہر کی نماز میں تمام رکعتوں میں امام آہستہ پڑھتا ہے اوراس کے پیچھے کے نمازی بھی اپنے طور پرسورہ فاتحہ اورقرآن کریم پڑھتے ہیں۔عصر کی نماز بھی اسی طرح ہوتی ہے۔مغرب کی نماز میں پہلی دورکعتوں میں امام سورہ فاتحہ بلند پڑھتا ہے اورساتھ ساتھ اس کے مقتدی آہستہ آہستہ منہ میں سورہ فاتحہ پڑھتے جاتے ہیں۔سورۂ فاتحہ کے بعدامام قرآن کریم کا کچھ حصہ جب پڑھتا ہے تو مقتدی خاموش اس کے پڑھے ہوئے کو سنتے ہیں،خود کچھ نہیں پڑھتے۔آخری رکعت میں امام بھی دل میں سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور مقتدی بھی۔عشاء کی نماز میں بھی پہلی دو رکعتوں میں اسی طرح امام بلند آواز سے سورہ فاتحہ اور قرآن کریم کا کچھ اَور حصہ پڑھتا ہے اورمقتدی سورہ فاتحہ منہ میں دہراتے ہیں اورقرآن کریم کا دوسرا حصہ صرف سنتے ہیں۔مگرآخری دورکعتوں میں قیام کی حالت میں امام صرف سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اوروہ بھی آہستہ آہستہ منہ میں۔ اورمقتدی بھی اپنے اپنے طور پرآہستہ آہستہ ہی منہ میں سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں۔تمام نمازوں میں باجماعت ہوں تو امام تکبیریں اورسَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اور نماز کے خاتمہ کے بعد کا سلام بہرحال بلند آواز سے کہتا ہے کیونکہ مقتدیوں کوساتھ چلانا مدّنظر ہوتا ہے۔

نماز وتر

ان پانچ فرض نمازوں کے علاوہ ایک نماز وتر کہلاتی ہے۔اس نماز کی بھی مغرب کی طرح تین رکعتیں ہیں۔مگر فرق یہ ہے کہ مغرب کی نماز میں پہلے تشہد کے بعد جوتیسری رکعت پڑھی جاتی ہے اس میں سورہ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کی زائد تلاوت نہیں کی جاتی۔لیکن وتر کی نماز میں تیسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے بعدقرآن کریم کی چند آیات یا کوئی چھوٹی سورة پڑھی جاتی ہے۔(ترمذی جلد اول کتاب الصلوة ابواب الوتر باب ماجاء مايقرأفي الوتر) دوسرا فرق اس میں یہ ہے کہ اس نماز کو مغرب کی نماز کے برخلاف دوحصوں میں بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔یعنی یہ بھی جائز ہے کہ دو رکعتیں پڑھ کرتشہد کے بعدسلام پھیر دیا جائے اورپھرایک رکعت الگ پڑھ کرتشہد کے بعدسلام پھیر دیا جائے۔ (نسائی کتاب قیام اللیل و تطوع النهار باب کیف الوتر بثلاث و باب کیف الوتر بواحدة و کیف الوتربثلاث) یہ نمازعشاء کے بعدبھی پڑھی جاسکتی ہے اورتہجد کی نماز کے بعدبھی جس کا ذکرآگے آتا ہے۔

سنّتیں

ان نمازوں کے علاوہ کچھ سنتیں ہوتی ہیں یعنی ایسی زائدنماز جورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالالتزام ادا فرمایا کرتے تھے اورگوآپؐ ان کوفرض قرار نہ دیتے تھے لیکن ان کی تاکید کرتے رہتے تھے۔صبح کی نماز سے پہلے دورکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں ہیں اور بعد میں بھی چار رکعتیں ہیں۔ چار کی جگہ دو دو بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔عصر کے ساتھ کوئی ایسی سنّتیں نہیں ہیں۔مغرب کے بعددو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اورعشاء کے بعدبھی دو یا چار رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔(ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء فی من صلّی فی یوم و لیلة ثنتی عشرة رکعة من السنّة ماله من الفضل۔ وباب ماجاء فی الرکعتین بعد الظهر)اورانہی کے بعدمذکورہ بالاوتر پڑھے جاتے ہیں۔

نماز تہجّد

ان سنّتوں کے علاوہ ایک نماز تہجد کہلاتی ہے۔نصف شب کے بعدکسی وقت پَو پھٹنے سے پہلے یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔مگر جیسا کہ تہجد کے معنوں سے ظاہر ہے یہ نماز سو کر اُٹھنے کے بعد پڑھی جانی چاہئے۔گو کسی وقت سونے کا وقت نہ ملے اورنصف شب گزر جائے تو یوں بھی پڑھ سکتا ہے۔ مگرقرآن کریم نے جواس کا نام رکھا ہے اس سے بھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق عمل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کے بعد آدمی سو جائے اورسونے سے اُٹھ کر یہ نماز ادا کرے۔ اس نماز کا روحانی ترقیات سے بہت گہرا تعلق ہے اورقرآن کریم میں اس کی خاص تعریف آئی ہے(دیکھوسورۂ مزمّل آیت 1 تا6)

اِشراق کی نماز

ان کے علاوہ بعض اورسنّتیں بھی ہیں جومؤکّد تو نہیں یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خاص تاکید تو نہیں فرمائی مگر آپ جب موقع ملتا انہیں ادا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک اِشراق کی نماز ہے یعنی جب سورج نیزہ دو نیزے اوپر آجائے۔ اسی طرح اوربعض نوافل ہیں۔ لیکن حکم یہ ہے کہ جب سورج نکل رہا ہو یا ڈوب رہا ہو یا نصف النہار کا وقت ہوتو نماز ناجائز ہے اورجب دھوپ زرد ہوجائے تب بھی ناپسندیدہ ہے۔

نمازوں کوجمع کرکے پڑھنا

نمازوں کوان کے مقررہ وقت پر پڑھنے کا حکم ہے لیکن اگرکسی مجبوری کی وجہ سے مثلاً بارش ہواور بار بار مسلمانوں کا جمع ہونا مشکل ہو یا کوئی ایسا اجتماعی کام ہو جسے درمیان میں نہ چھوڑا جاسکتا ہو یا سفر ہوتو جائز ہے کہ ظہراورعصر کی نمازوں کوملا کر پڑھ لیا جائے۔اس صورت میں بعض کے نزدیک درمیانی سنّتیں معاف ہوتی ہیں اور بعض کے نزدیک پہلی اور پچھلی سنّتیں بھی معاف ہوتی ہیں اور میرے نزدیک یہی آخری بات درست ہے۔ مغرب اورعشاء کوملا کر پڑھنا بھی انہی حالات میں اور اسی طرح جائز ہے جس طرح کہ ظہراورعصر کا۔مگر'صبح ظہر' یا 'عصر مغرب' یا 'عشاء صبح' کا ملا کر پڑھنا جائز نہیں سوائے اس کے کہ کوئی ایسے شدید کام میں ہو کہ اس کا ترک جان کے لئے پُرخطر ہو جیسے جہاد میں کہ اگرلڑائی سے ہٹ کرنماز پڑھے تو دشمن قتل کردے گا۔ یا مثلاً نہر یا دریا کا بندٹوٹ جائے اوراس کے بند کرنے میں لوگ مشغول ہوں یا آگ لگ جائے اوراس کے بجھانے میں لوگ مشغول ہوں تو ایسے مواقع پران نمازوں کو بھی جمع کیا جاسکتا ہے جن کوامن کی حالت میں جمع نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ آفات ملک اورقوم اورشہر کی تباہی کا موجب ہوتی ہیں۔اس صورت میں بھی ان نمازوں کو جوعام طور پرجمع نہیں ہوسکتیں جمع کرنا جائز ہے کہ کوئی شخص بیہوش ہو جائے اوراس وقت ہوش آئے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔مثلاً عصر کی نماز کے وقت بیہوش ہواورعشاء کے وقت ہوش آئے توعصراورمغرب جمع کرکے پڑھ لے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ کے موقعہ پر ظہر،عصرمغرب اورعشاء جمع کیں۔گوان مجبوریوں کی وجہ سے جواوپر بیان ہوئیں ان نمازوں کا جمع کرنا بھی جائز ہے جو عام طور پرجمع نہیں کی جاسکتیں لیکن جونماز جان بوجھ کرچھوڑ دی جائے اسے دوسرے موقعہ پڑھنا جائز نہیں۔یعنی وہ نماز کے طور پر قبول نہ ہوگی۔اس کا علاج صرف توبہ اور استغفار ہے۔ ہاں بھول اورنسیان کے سبب سے یا سوتے رہنے کی وجہ سے جونماز چُھٹ جائے جب بھی یادآجائے یا آنکھ کھلے اس کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ ممنوع وقت نہ ہو جیسے سورج نکل رہا ہوتو سوکر اٹھنے والا انتظار کرے اور جب سورج پوری طرح نکل چکے تو اس وقت نمازادا کرے۔

نماز جمعہ

ان نمازوں کے علاوہ ایک جمعہ کی نماز ہے جو جمعہ کے دن ظہر کے وقت پڑھی جاتی ہے۔اس دن ظہر کی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ جمعہ کی نماز سے پہلے امام خطبہ پڑھتا ہے جس میں حسب موقعہ کسی اسلامی مسئلہ یا مسلمانوں کی کسی ضرورت کے متعلق وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔اس کے بعد وہ دورکعت نماز پڑھاتا ہے جس میں برخلاف ظہر کی نماز کے سورۂ فاتحہ اورقرآن کریم کا حصہ بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے۔سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے وقت مقتدی ساتھ ساتھ سورۂ فاتحہ کے الفاظ منہ میں آہستہ طور پر دہراتے جاتے ہیں اور دوسری قراءت کے وقت صرف کلامِ الٰہی سنتے ہیں۔

صلوٰة عیدین

اس کے علاوہ دواورنمازیں ہوتی ہیں۔ایک رمضان کے بعد کی عید کی نماز اورایک حج کے موقعہ کی عید کی نماز۔ رمضان کے بعدکی عید پہلی شوّال کو ہوتی ہے۔اس میں دو رکعت ہوتی ہیں اورسورۂ فاتحہ اورتلاوت بلند آواز سے امام پڑھتا ہے۔ اور حج کے موقعہ کی عید حج کے دوسرے دن دسویں ذی الحجہ کو ہوتی ہے اس میں بھی دورکعتیں ہوتی ہیں اورامام سورۂ فاتحہ اورمزید حصہ قرآن کریم کا بلند آواز سے پڑھتا ہے۔ یہ دونوں نمازیں دن کے ابتدائی حصہ میں ہوتی ہیں۔روزوں کے بعد کی عید جسے عیدالفطر کہتے ہیں ذرا دیر سے پڑھی جاتی ہے اور حج کے بعد کی جسے عیدالاضحیہ کہتے ہیں ذرا سویرے پڑھی جاتی ہے۔ان دونوں نمازوں کے ساتھ بھی خطبہ ہوتا ہے مگر جمعہ کے خطبہ کے برخلاف ان عیدوں میں خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔ان دونوں نمازوں سے پہلے اقامة نہیں کہی جاتی۔

نماز جنازہ

ان نمازوں کے علاوہ ایک ضروری نماز جنازہ کی نماز ہے۔ یہ فرض کفایہ ہے۔یعنی جب کوئی مسلمان فوت ہواور کچھ مسلمان اس کا جنازہ پڑھ لیں تو سب کی طرف سے فرض کا ادا ہونا سمجھ لیا جاتا ہے۔اوراگرکسی مسلمان کی نماز جنازہ کوئی مسلمان بھی ادا نہ کرے تو سب مسلمان جن کوعلم ہؤا اوروہ شامل نہ ہوئے مجرم سمجھے جاتے ہیں۔گویا جنازہ کی ادائیگی انفرادی ذمہ داری نہیں بلکہ قومی ذمہ داری ہے۔

جنازہ کی نماز میں دوسری نمازوں کے برخلاف رکوع اورسجدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے سب حصے کھڑے کھڑے ادا کئے جاتے ہیں(بخاری جلد اول باب فی الجنائز باب سنة الصلوة على الجنائز)۔اور یہ جنازہ کی نماز میّت کوسامنے رکھ کر پڑھائی جاتی ہے۔ اوریہی وجہ اس میں رکوع اورسجدہ نہ ہونے کی ہے کیونکہ میّت کے سامنے پڑے ہونے کی وجہ سے لوگوں کو دھوکا لگ سکتا ہے کہ یہ رکوع اورسجدہ اس میّت کوکیا جارہا ہے

باقی صفحه نمبر 15پر ملاحظه فرمائیں

خطبہ جمعہ

مومنین کو کبھی تو ذاتی طور پر نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کبھی جماعتی طور پر نقصان ہوتا ہے
لیکن حقیقی مومن ہر طرح کے نقصان سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے کامیاب ہو کر نکلتا ہے

اس مضمون پر قرآنی آیات اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف تحریرات وارشادات کے حوالہ سے بصیرت افروز رہنمائی اور احباب کو اہم نصائح

اس بات کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ نہ ہمارے اپنے دل میں کبھی یہ خیال آئے کہ خدا تعالیٰ کیوں بڑے بڑے نقصانوں اور ابتلاؤں سے ہمیں گزارتا ہے اور نہ ہی کسی مخالف کے ہنسی ٹھٹھا کرنے یا یہ کہنے پر ہم پریشان ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تو پھر تمہارا نقصان کیوں ہوتا ہے۔

مومنین کے لئے مصائب اور مشکلات ہمیشہ نہیں رہتے۔ آتے ہیں، چلے جاتے ہیں۔ پس صبر اور دعا اور اپنے عملوں سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنو اور جب بھی مشکلات میں سے گزرو، جب بھی مصائب آئیں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو پھر اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے۔

دشمن کی دشمنی اور ان کا ہنسی ٹھٹھا ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اگر ہمارا اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق ہے، حقیقی تعلق ہے۔

مسجد بیت الفتوح سے متصل دو ہالوں میں آگ لگنے کے واقعہ پر غیر احمدی مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مختلف ردّ عمل اور میڈیا میں اس کی تشہیر کے حوالہ سے تذکرہ

گو بظاہر تو ہماری مسجد سے متصل ایک حصے کو آگ لگی لیکن ہمارا تو یہ نقصان انشاء اللہ تعالیٰ پورا ہو جائے گا اور انشاء اللہ ہم اللہ تعالیٰ کی بشارتوں سے حصہ بھی لینے والے ہوں گے اور یہ صبر اور دعا ہمیں اللہ تعالیٰ کی ٹھنڈک اور ٹھنڈی چھاؤں کی آغوش میں لے لے گا لیکن اس ظاہری آگ سے بھی مخالفین کی حسد کی آگیں بھی بھڑک رہی ہیں۔

حاسدوں کے حسد تو اور بڑھیں گے اس لئے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دیں۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کی دعا اور اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا پڑھیں اور رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار کی دعا پڑھنی چاہئے۔ اگر یہ واقعہ میں ہماری نا اہلی اور کمزوری کی وجہ سے ہوا ہے تو استغفار بھی بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں اپنی ذمہ داریاں صحیح رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کمزوریوں کو دور فرمائے۔ اور اگر یہ آزمائش ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں سے بھی کامیابی سے گزارے اور اپنے انعامات پہلے سے بڑھ کر عطا فرمائے اور ان صابرین میں ہمارا شمار فرمائے جن کو خوشخبریاں عطا فرماتا ہے اور پہلے سے بڑھ کر ہم ترقیات دیکھیں۔

مکرم چوہدری محمود احمد صاحب مبشر درویش قادیان، مکرم خالد سلیم عباس ابوراجی صاحب آف سیریا اور ایک اور سیرین احمدی دوست مکرم احمد الرحال صاحب کی وفات۔
مرحومین کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 02 / اکتوبر 2015ء بمطابق 02 اخاء 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔
وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ۔ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (البقرۃ:156-157)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔ ان لوگوں کو جن پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اُسی کی طرف لَوٹ کر جانے والے ہیں۔

ان آیات میں مومنوں کی ان خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے جو وہ مشکلات اور مصائب یا کسی بھی قسم کے نقصان کے ہونے پر دکھاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک حقیقی مومن کا اسی وقت پتا چلتا ہے جب وہ ان خصوصیات کا حامل بنے۔ مومنین کو کبھی تو ذاتی طور پر نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کبھی جماعتی طور پر نقصان ہوتا ہے لیکن حقیقی مومن ہر طرح کے نقصان سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے کامیاب ہو کر نکلتا ہے اور اسے نکلنا چاہئے۔ اس مضمون پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف تحریرات اور ارشادات میں بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مختلف زاویوں سے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ اِس وقت میں اس تعلق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک دو حوالے پیش کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان آیات کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”مصیبتوں کو بُرا نہیں ماننا چاہئے کیونکہ مصیبتوں کو برا سمجھنے والا مومن نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِالصّٰبِرِیْنَ۔ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“۔

فرمایا کہ ”یہی تکالیف جب رسولوں پر آتی ہیں تو ان کو انعام کی خوشخبری دیتی ہیں اور جب یہی تکالیف بدوں پر آتی ہیں تو ان کو تباہ کر دیتی ہیں۔ غرض مصیبت کے وقت قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا چاہئے کہ تکالیف کے وقت خدا تعالیٰ کی رضا طلب کرے“۔

فرمایا کہ مومن کی زندگی کے دو حصے ہیں۔ ”جو نیک کام مومن کرتا ہے اس کے لئے اجر مقرر ہوتا ہے۔ مگر صبر ایک ایسی چیز ہے جس کا ثواب بے حد و بے شمار ہے“۔ (نیکی کا اجر ہے لیکن صبر کا ثواب بہت زیادہ ہے۔) ”خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہی لوگ صابر ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو سمجھ لیا۔ خدا تعالیٰ ان

لوگوں کی زندگی کے دو حصے کرتا ہے جو صبر کے معنی سمجھ لیتے ہیں۔ اوّل جب وہ دعا کرتا ہے (یعنی صبر کرنے والا) تو خدا تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے جیسا کہ فرمایا اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المؤمنون: 61) اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَان (البقرۃ: 187)۔ دوم بعض دفعہ اللہ تعالیٰ مومن کی دعا کو بعض مصلحت کی وجہ سے قبول نہیں کرتا تو اس وقت مومن خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ تنزل کے طور پر کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن سے دوست کا واسطہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ دو دوست ہوں ان میں سے ایک دوسرے کی بات تو کبھی مانتا ہے اور کبھی اس سے منواتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس تعلق کی مثال ہے جو وہ مومن سے رکھتا ہے۔ کبھی وہ مومن کی دعا کو قبول کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المؤمن: 61)۔ اور کبھی وہ مومن سے اپنی باتیں منوانی چاہتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ۔ پس اس بات کو سمجھنا ایمانداری ہے کہ ایک طرف زور نہ دے"۔

فرمایا "مومن کو مصیبت کے وقت میں غمگین نہیں ہونا چاہئے۔ وہ نبی سے بڑھ کر نہیں ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ مصیبت کے وقت ایک محبت کا سرچشمہ جاری ہو جاتا ہے۔ مومن کو کوئی مصیبت نہیں ہوتی جس سے اس کو ہزار ہا قسم لذّت نہیں پہنچتی"۔

پھر آپ نے فرمایا کہ "خدا تعالیٰ کے پیاروں کو گناہ سے مصائب نہیں پہنچتے"۔ (یعنی گناہ کی وجہ سے مصیبتیں نہیں آتیں) آپ فرماتے ہیں کہ "مومن کے جوہر بھی مصائب سے کھلتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھوں اور نصرت کے زمانے پر آپ کے اخلاق کو کس طرح ظاہر کیا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف نہ پہنچتے تو اب ہم ان کے اخلاق کے متعلق کیا بیان کرتے۔ مومن کی تکالیف کو دوسرے بیشک تکالیف سمجھتے ہیں مگر مومن اس کو تکالیف نہیں خیال کرتا"۔ فرمایا کہ "یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنی سچی توبہ پر قائم رہے اور یہ سمجھے کہ توبہ سے اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ اور اگر توبہ کے ثمرات چاہتے ہو تو عمل کے ساتھ توبہ کی تکمیل کرو۔ دیکھو جب مالی بوٹا لگاتا ہے پھر اس کو پانی دیتا ہے اور اس سے اس کی تکمیل کرتا ہے اسی طرح ایمان ایک بوٹا ہے اور اس کی آبپاشی عمل سے ہوتی ہے اس لئے ایمان کی تکمیل کے لئے عمل کی از حد ضرورت ہے۔ اگر ایمان کے ساتھ عمل نہیں ہوں گے تو بوٹے خشک ہو جائیں گے اور وہ خائب و خاسر رہ جائیں گے"۔

(بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 603-604 و، البدر 20/ مارچ 1903 نمبر 9 جلد 2 صفحہ 67)

پھر آپ فرماتے ہیں: "تم مومن ہونے کی حالت میں ابتلا کو برا نہ جانو اور برا وہی جانے گا جو مومن کامل نہیں ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ۔ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (البقرۃ: 157) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم کبھی تم کو مال سے یا جان سے یا اولاد سے یا کھیتوں وغیرہ کے نقصان سے آزمایا کریں گے مگر جو ایسے وقتوں میں صبر کرتے اور شاکر رہتے ہیں تو ان لوگوں کو بشارت دو کہ ان کے واسطے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کشادہ اور ان پر خدا کی برکتیں ہوں گی جو ایسے وقتوں میں کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یعنی ہم اور ہمارے متعلق کُل اشیاء یہ سب خدا ہی کی طرف سے ہیں اور پھر آخرکار ان کا لوٹنا خدا ہی کی طرف ہے۔ کسی قسم کے نقصان کا غم ان کے دل کو نہیں کھاتا اور وہ لوگ مقامِ رضا میں بود و باش رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ صابر ہوتے ہیں اور صابروں کے واسطے خدا نے بے حساب اجر رکھے ہوئے ہیں"۔

پھر آپ فرماتے ہیں: "بعض لوگ اللہ تعالیٰ پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ ہماری دعا کو قبول نہیں کرتا یا اولیاء لوگوں پر طعن کرتے ہیں (یعنی جو اولیاء اللہ ہوتے ہیں ان پر لوگ طعن کرتے ہیں، ان کو طعنوں کا نشانہ بناتے ہیں) کہ ان کی فلاں دعا قبول نہیں ہوئی۔" فرمایا کہ "اصل میں وہ نادان اس قانونِ الٰہی سے ناآشنا محض ہوتے ہیں۔ جس انسان کو خدا سے ایسا معاملہ پڑا ہو گا وہ خوب اس قاعدہ سے آگاہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے مان لینے کے اور منوانے کے دو نمونے پیش کئے ہیں انہی کو مان لینا ایمان ہے۔ تم ایسے نہ بنو کہ ایک ہی پہلو پر زور دو۔ ایسا نہ ہو کہ تم خدا کی مخالفت کر کے اس کے مقررہ قانون کو توڑنے کی کوشش کرنے والے بنو"۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 198-199۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ نے فرمایا کہ "انسان کے واسطے ترقی کرنے کے دو ہی طریق ہیں۔ اوّل تو انسان تشریعی احکام یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ تکالیف شرعیہ کی پابندی سے جو کہ خدا کے حکم کے موجب خود بجا لا کر کرتا ہے مگر یہ امور چونکہ انسان کے اپنے ہاتھ میں ہوتے ہیں اس لئے کبھی ان میں سستی اور تساہل بھی کر بیٹھتا ہے اور کبھی ان میں کوئی آسانی اور آرام کی صورت ہی پیدا کر لیتا ہے۔ لہٰذا دوسرا وہ طریق ہے جو براہ راست خدا کی طرف سے انسان پر وارد ہوتا ہے اور یہی انسان کی اصلی ترقی کا باعث ہوتا ہے کیونکہ تکالیف شرعیہ میں انسان کوئی نہ کوئی راہ بچاؤ یا آرام و آسائش کی نکال ہی لیتا ہے۔ دیکھو کسی کے ہاتھ میں تازیانہ دے کر اگر اسے کہا جاوے کہ اپنے بدن پر مارو تو قاعدہ کی بات ہے کہ آخر اپنے بدن کی محبت دل میں آ ہی جاتی ہے۔ کون ہے جو اپنے آپ کو دکھ میں ڈالنا چاہتا ہے؟ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے انسانی تکمیل کے واسطے ایک دوسری راہ رکھ دی اور فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ۔ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (البقرۃ: 156-157)۔ ہم آزماتے رہیں گے تم کو کبھی کسی قدر خوف بھیج کر، کبھی فاقہ سے، کبھی مال، جان اور پھلوں پر نقصان وارد کرنے سے۔ مگر ان مصائب شدائد اور فقر و فاقہ پر صبر کر کے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنے والے کو بشارت دے دو کہ ان کے واسطے بڑے بڑے اجر، خدا کی رحمتیں اور اس کے خاص انعامات مقرر ہیں۔ دیکھو ایک کسان کس محنت اور جانفشانی سے قلبہ رانی کر کے زمین کو درست کرتا۔ پھر تخم ریزی کرتا۔ آبپاشی کی مشکلات جھیلتا ہے۔ آخر جب طرح طرح کی مشکلات، محنتوں اور حفاظتوں کے بعد کھیتی تیار ہوتی ہے تو بعض اوقات خدا کی باریک در باریک حکمتوں سے ژالہ باری ہو جاتی یا کبھی خشک سالی ہی کی وجہ سے کھیتی تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ غرض یہ ایک مثال ہے ان مشکلات کی جن کا نام تکالیف قضا و قدر ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو جو پاک تعلیم دی گئی ہے وہ کیسی رضا بالقضا کا سچا نمونہ اور سبق ہے اور یہ بھی صرف مسلمانوں ہی کا حصہ ہے"۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 413-414۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس بات کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ نہ ہمارے اپنے دل میں کبھی یہ خیال آئے کہ خدا تعالیٰ کیوں بڑے بڑے نقصانوں اور ابتلاؤں سے ہمیں گزارتا ہے اور نہ ہی کسی مخالف کے ہنسی ٹھٹھا کرنے یا یہ کہنے پر ہم پریشان ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تو پھر تمہارا نقصان کیوں ہوتا ہے۔

ان اقتباسات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سامنے جو باتیں بیان فرمائی ہیں ان کے بعض اہم نکات مَیں پھر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ یاد رکھو کہ جب تکالیف اور مشکلات رسولوں پر یا اللہ تعالیٰ کے پیاروں پر آتی ہیں اور اس حوالے سے انبیاء کی جماعتوں پر بھی آتی ہیں جو ان کی صحیح تعلیم پر چلنے والے ہوں تو بہرحال جب اللہ تعالیٰ کے پیارے ان تکالیف سے گزرتے ہیں تو خدا تعالیٰ انہیں کسی مشکل، مصیبت میں ڈالنے کے لئے یا سزا دینے کے لئے تکالیف میں سے نہیں گزارتا بلکہ ان کو انعامات کی خوشخبری دیتا ہے۔ اور جب اس قسم کی تکالیف خدا تعالیٰ کے رسولوں اور ان کی جماعت کے مخالفین پر آتی ہیں اور بدوں پر آتی ہیں تو وہ ان کی تباہی بن کر آتی ہیں اور انہیں تباہ کر دیتی ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مشکلات پر صبر کرنے والے اللہ تعالیٰ کے بے حد و حساب ثواب کے وارث بنتے ہیں۔

پس ایک مومن کو صبر کے معنی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ صبر کے یہ معنی نہیں ہیں کہ انسان کسی نقصان پر افسوس نہ کرے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی نقصان، کسی تکلیف کو اپنے اوپر اتنا وارد نہ کر لے کہ ہوش و حواس کھو بیٹھے اور مایوس ہو کر بیٹھ جائے اور اپنی عملی طاقتوں کو استعمال میں نہ لاوے۔ پس ایک حد تک کسی نقصان پہ افسوس بھی ٹھیک ہے، کرنا چاہئے اور اس کے ساتھ ہی ایک نئے عزم کے ساتھ اگلی منزلوں پر قدم مارنے کے لئے پہلے سے بڑھ کر کوشش کا عزم اور عمل ضروری ہے۔

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ صبر کرنے والے کو ہی دعا کی حقیقت بھی معلوم ہوتی ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ دعا فوری قبول کر لیتا ہے تو کبھی اللہ تعالیٰ کسی مصلحت کی وجہ سے دعا قبول نہیں کرتا۔ لیکن مومن کا کام ہے کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے اور اللہ تعالیٰ کے کسی فعل پر شکوہ نہ کرے۔ یہی حقیقی صبر ہے اور جب ایسی صبر کی حالت ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب نوازتا ہے، انعامات دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے مشکلات کے وقت میں بھی لذّت اٹھا رہے ہوتے ہیں کیونکہ ان کو نظر آ رہا ہوتا ہے کہ ان مشکلات کے پیچھے بھی اللہ تعالیٰ کے بیشمار انعامات اور فضل چلے آ رہے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا کہ مومن کو مصائب اور مشکلات ان کے گناہوں کی وجہ سے نہیں پہنچتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ہوتا ہے تا کہ دنیا کو بھی پتا چل جائے کہ خدا تعالیٰ کے بندے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا میں سب سے زیادہ پیارا وجود اللہ تعالیٰ کو جو ہے یا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی لیکن آپ کو بھی بیشمار تکالیف پہنچیں بلکہ ذاتی تکالیف بھی پہنچیں اور جماعتی تکالیف بھی پہنچیں اور یہ تکالیف جتنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی ہیں کسی اور کو نہیں پہنچیں۔ لیکن ہر طرح کی تکلیف میں آپ کے صبر اور راضی برضا رہنے کا نمونہ دنیا میں ہمیں کہیں اور نظر بھی نہیں آتا اور یہی وہ اعلیٰ خُلق ہے جو تمام مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں بھی سچی توبہ کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بھی تمہاری کامیابیوں اور امتحانوں میں سے سرخرو ہو کر نکلنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ پس مومن کا کام ہے کہ عمل کے ساتھ ساتھ توبہ کی طرف بھی توجہ دے۔ یعنی ہر مشکل اور امتحان کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرے اور پھر نیک اعمال سے اپنی اصلاح کے تسلسل کو جاری رکھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس طرح ایک مالی پودا لگا کر پھر اسے پانی دیتا ہے، اسے پالتا ہے، اسے سینچتا ہے اسی طرح مومنوں کو بھی چاہئے کہ ایمان کے پودے کو نیک اعمال کا پانی لگائیں۔ اگر یہ کرو گے تو یہی ایک مومن کی کامیابی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کی باتوں سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ بہت سارے لوگ باتیں کرتے ہیں۔ لوگ تو اولیاء اللہ پر بھی اعتراض کرتے آئے ہیں کہ ان کی فلاں دعا قبول نہیں ہوئی، فلاں قبول نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے اعتراض کرنے والے دراصل قانونِ الٰہی سے ہی لاعلم ہیں۔ ایک مومن تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی تو مان لیتا ہے اور کبھی منواتا ہے یہی اس کا قانون ہے۔ آپ نے ہمیں نصیحت فرمائی کہ تم ایسے نہ بنو جو اس قانون کو توڑنے والے ہوتے ہیں۔

یہ جو یہاں آگ لگنے کا ہی واقعہ ہو رہا تھا اس وقت ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ان کے ایک غیر احمدی دوست کہنے لگے کہ اگر تم لوگوں کی اتنی دعائیں قبول ہوتی ہیں تو یہ آگ لگی کیوں؟ یہ مشکل تمہارے پہ آئی کیوں؟ خیر اس نے اس کو دلیل دی۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مشکلات نہیں آئی تھیں یا مومنین پر نہیں آتیں۔ لیکن بہرحال یہ اعتراض کرنے والے اعتراض کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ تم ایسے نہ بنو جو قانون کو توڑنے والے ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مومنین کے لئے مصائب اور مشکلات ہمیشہ نہیں رہتے۔ آتے ہیں، چلے جاتے ہیں۔ پس صبر اور دعا اور اپنے عملوں سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بنو اور جب بھی مشکلات میں سے گزرو، جب بھی مصائب آئیں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو پھر اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے۔ جب انسان اِنَّـا لِلّٰہ کہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں۔ پس جب ہم مصائب یا نقصان دیکھ کر اِنَّا لِلّٰہ کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم جب اللہ تعالیٰ کے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی تباہ و برباد نہیں کرے گا۔ اگر کوئی مشکل آئی ہے تو شاید اللہ تعالیٰ ہمیں پہلے سے بڑھ کر انعام دینے کے لئے تیار کرنا چاہتا ہے اور اِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر پھر ہم اللہ تعالیٰ کے آگے جھک کر یہ کہتے ہیں کہ آئندہ کے بڑے انعام میں ہماری وجہ سے پھر کوئی روک نہ پیدا ہو بلکہ اے اللہ! ہم تیری طرف جھکتے ہوئے یہ انعام مانگتے ہیں اور ہمیشہ تیرے فضلوں کے ہی طلبگار رہیں۔ پس ہمیں صابر بھی بنا اور ہمیں اپنے عملوں کو بہتر کرنے والا بھی بنا اور ہمیں اپنی طرف ہمیشہ جھکا رہنے والا بھی بنا اور جب ہم یہ حالت پیدا کریں گے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ ترقیات بھی ہوں گی اور پہلے سے بڑھ کر جماعتی ترقیات ہمیں نظر آئیں گی۔ دشمن کی دشمنی اور ان کا ہنسی ٹھٹھا ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اگر ہمارا اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق ہے، حقیقی تعلق ہے۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بتایا گزشتہ دنوں یہاں مسجد کے متّصل دو ہالوں میں آگ کی وجہ سے بڑا نقصان ہوا۔ بڑی خوفناک آگ تھی۔ اس پر جب مختلف ٹی وی چینلز اور دوسرے میڈیا نے خبر دی ہے تو بعض بغض و کینہ میں بڑھے ہوئے لوگوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ ایک مثال مَیں نے پہلے بھی دی کہ اچھا ہوا یہ مسجد جل رہی ہے۔ بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ مسجد ہے ہی نہیں کیونکہ یہ مسلمان نہیں اس لئے ان کی جو بھی عبادت کی جگہ ہے وہ جل رہی ہے۔ ان لوگوں نے پہلے تو خوشی منائی پھر افسوس کا جو اظہار کیا وہ اس بات پر نہیں کہ کیوں حصہ جلا بلکہ اس بات پر افسوس کیا کہ ان کے صرف دو ہال جلے ہیں، مسجد کیوں نہیں جلی۔ اس بات پر ہمیں بڑا افسوس ہے۔ تو یہ آجکل کے بعض مسلمانوں کا حال ہے۔ لیکن سارے ایسے نہیں ہیں۔ بعض علاقوں سے مسلمانوں نے ہمارے سے ہمدردی کا اظہار بھی کیا ہے۔ ایک علاقے کے مسلمانوں کی طرف سے یہ ہمدردی کا پیغام بھی آیا کہ ہمیں افسوس ہے کہ آپ کی مسجد کا کچھ حصہ جلا یا اس کا ہال جلا۔ انہوں نے کہا کہ چند مہینے پہلے ہماری مسجد بھی جلی تھی۔ وہاں آگ لگ گئی تھی اور کئی مہینے سے یہ مسجد بند تھی۔ اب چند دن پہلے کھلی ہے۔ بعض لاعلم مقامی انگریزوں نے بھی یہ اظہار کیا کہ اچھا ہوا کیونکہ مسلمانوں کے خلاف ویسے ہی بعض جگہوں پر نفرت پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن ہمارے ہمسائے اور وہ لوگ جو جماعت کو جانتے ہیں انہوں نے ہی ان غیر مسلموں کو بھی اور غیر احمدیوں کو بھی خود ہی جواب دیا اور کہا کہ تم لوگوں کو شرم آنی چاہئے یہ تو ایسی جماعت ہے جو صحیح اسلامی تعلیم پر عمل کرتی ہے۔ اور پھر دنیا میں مختلف چینلز نے اور دوسرے ذرائع نے بھی اس خبر کو دیا۔ یہ خبر دی کہ اس طرح یورپ کی سب سے بڑی مسجد میں آگ لگنے کا واقعہ ہوا ہے۔ پھر اس پر تبصرے بھی ہوتے رہے کہ یہ کیسی جماعت ہے، یہ کون لوگ ہیں۔ گویا اس واقعہ نے دنیا میں جماعت کا ایک وسیع تعارف بھی کروا دیا۔ گو ہمیں تو افسوس ہوا، ہم نے صبر بھی دکھایا اور اِنَّـا لِلّٰـہ بھی پڑھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نقصان اور امتحان میں بھی جماعت کے حق میں لوگوں کو کھڑا کر کے دنیا کو بتا دیا کہ میں ان کے ساتھ ہوں۔

آگ کی وجہ کیا ہوئی؟ یہ تو پولیس کو ابھی تک واضح نہیں ہوا۔ انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔ لیکن غالب امکان یہی ہے کہ یہ آگ کچن کے ساتھ سٹور سے شروع ہوئی تھی جہاں پلاسٹک کا سامان تھا اور بعض دوسری چیزیں پڑی ہوئی تھیں جس سے جلد آگ بھڑک اٹھی اور پھر چھتوں کی لکڑیوں کے ذریعہ یا اے سی (AC) کی ڈکٹ (Duct) کے ذریعہ سے آگے چلتی چلی گئی۔ بہرحال جو بھی وجہ ہوئی یہ بات ہمارے یہاں مسجد کا جو اسٹاف ہے، عملہ ہے اور انتظامیہ ہے اس کی کمزوری کی طرف بھی نشاندہی کرتی ہے اور ان کو بھی استغفار کی ضرورت ہے۔ ان کو بہت زیادہ استغفار کرنی چاہئے۔

جس طرح آگ بھڑکی تھی نقصان اس سے بہت زیادہ ہو سکتا تھا۔ فائر بریگیڈ والے بھی یہی کہتے ہیں کہ تمہاری بہت بچت ہو گئی ہے کیونکہ ایسی آگ اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچا ہوا تپش اور ٹمپریچر اس میں بہت نقصان ہو سکتا تھا۔ اس کے مقابلے میں کچھ بھی نقصان نہیں ہوا۔

مَیں ذکر کر رہا تھا کہ غیروں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح جماعت کا اثر قائم کیا یا کس طرح غیروں کے ذریعہ جماعت کا اثر ڈالتا ہے۔ پریس کو بھی بڑھا چڑھا کر خبریں لگانے اور سنسنی پھیلانے کی عادت ہوتی ہے اور وہ ایسی خبریں تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی دوران جب یہ واقعہ ہو رہا تھا ایک پریس کا نمائندہ یہاں آیا اور ہمارے سیکرٹری اشاعت سے باہر سڑک پر کھڑے ہو کے انٹرویو لینے لگا۔ اندر آنے کی تو اجازت نہیں تھی۔ اس نے اس سے یہ سوال کیا کہ آپ کے ہمسایوں سے کیسے تعلقات ہیں اور ان کے کیا تأثرات ہیں؟ ابھی یہ سوال کر رہا تھا کہ اسی دوران ایک کار آ کے رکی اور اس میں سے ایک انگریز خاتون اتریں اور قریب آ کر یہ کہا کہ میں آپ کی ہمسائی ہوں۔ یہیں مسجد کے ساتھ ہی رہتی ہوں اور پھر اپنی مدد کی پیشکش کی۔ اسی طرح بہت سے اور لوگ آئے، چرچ کے نمائندے آئے، تو بہرحال ہمسایوں کے یہ تاثرات براہ راست سن کر وہ نمائندہ کہنے لگا کہ مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا ہے۔ مجھے اب آپ سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں۔ تو ایک طرف تو یہ رویّہ ہے اُس اکثریت کا جو مسلمان بھی نہیں ہے اور ایک طرف بعض مسلمانوں کا یہ رویّہ کہ خوشی منا رہے ہیں اور سبحان اللہ پڑھ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے آج یہ سبحان اللہ استہزاء کے رنگ میں اور اللہ تعالیٰ کی غیرت بھڑکانے کے لئے پڑھ رہے ہیں تو پڑھیں لیکن انشاء اللہ جلد ہی اس سے بہتر اور خوبصورت تعمیر کر کے ہم حقیقی سبحان اللہ پڑھیں گے اور ماشاء اللہ بھی پڑھیں گے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا آزمایا جانا تو اللہ تعالیٰ کی سنّت ہے۔ یہ بھی کہا ابھی یہ تو نہیں پتا کہ اس کی وجہ کیا بنی اور کس طرح یہ سب کچھ ہوا۔ اگر یہ کوئی سازش اور شرارت تھی تو ان باتوں سے جماعت کی ترقی نہیں رُک سکتی۔ ہاں جیسا کہ مَیں نے کہا ہے انتظامیہ کو اپنی کمزوریاں دیکھنے اور ان پر غور کرنے کے لئے اس واقعہ کو ہوشیار کرنے والا ہونا چاہئے۔

جیسا کہ مَیں نے عید کے خطبے میں کہا تھا کہ نقصان پہنچانے اور آگیں بھڑکانے کا مقصد جماعت کو یا نبی کے مقاصد کو ختم کرنا ہوتا ہے اس میں تو یہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی کا بدارادہ تھا بھی تو اس سے معمولی نقصان تو ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی معمولی نقصان پہنچتا ہے تو اللہ صبر کرنے والوں کو بشارت کا وعدہ بھی کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے ہی آپ کے خلاف سازشیں اور آگیں لگانے کا سلسلہ جاری ہے لیکن کیا ہو رہا ہے، کیا نتیجہ نکل رہا ہے۔ جماعت کی ترقی ہمیں ہر جگہ نظر آتی ہے۔ ایک آگ تو ظاہری آگ ہے لیکن ایک آگ انسان کے اندر کی حسد، کینہ اور بغض کی آگ بھی ہے۔ گو بظاہر تو ہماری مسجد سے متّصل ایک حصے کو آگ لگی لیکن جیسا کہ میں نے کہا ہمارا تو یہ نقصان انشاء اللہ تعالیٰ پورا ہو جائے گا اور انشاء اللہ ہم اللہ تعالیٰ کی بشارتوں سے حصہ بھی لینے والے ہوں گے اور یہ صبر اور دعا ہمیں اللہ تعالیٰ کی ٹھنڈک اور ٹھنڈی چھاؤں کی آغوش میں لے لے گا لیکن اس ظاہری آگ سے بھی مخالفین کی حسد کی آگیں بھی بھڑک رہی ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا بہت سے لوگ آگ لگنے پر خوش ہیں لیکن پھر اس بارے میں افسوس کرنے لگ گئے کہ ان کی مسجد کیوں نہیں جلی، ان کا اتنا تھوڑا نقصان کیوں ہوا ہے، اس سے بہت زیادہ نقصان ہونا چاہئے تھا۔ گویا جو ظاہری آگ ہمارے خلاف بھڑکائی تھی وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین کو جلا رہی ہے حسد کی صورت میں، کینہ کی صورت میں، بُغض کی صورت میں۔

جماعت احمدیہ کے کام تو اُس وقت بھی نہیں رکے تھے جب آگ لگنے کا واقعہ ہو رہا تھا۔ لندن سے باہر یا یوکے (UK) سے باہر کی بات نہیں ہے بلکہ یہاں لندن میں ہم اپنے کام کئے جا رہے تھے۔ بعض ہمارے ورکر پریشان ضرور تھے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ افسوس تو نقصان پر ہوتا ہے، ایک فطری امر ہے لیکن افسوس سر پر سوار نہیں کر لیا جاتا۔ ایم ٹی اے کے انتظام کا ایک حصہ بھی یہیں ہے بلکہ بہت بڑا حصہ یہاں ہے۔ اُس دن راہِ ہدیٰ کا لائیو پروگرام تھا تو پروگرام والوں نے فیصلہ کر لیا کہ اب ایم ٹی اے سٹوڈیو تک ہماری پہنچ نہیں ہے اور پتا نہیں وہاں کیا حالات ہیں، اُس میں جایا بھی نہیں جا سکتا اس لئے آج ریکارڈنگ دکھا دیں گے، ٹرانسمشن میں لائیو پروگرام نہیں کریں گے۔ جب مجھے پتا چلا تو میں نے کہا مسجد فضل سے لائیو پروگرام ہو گا۔ کوئی اس میں روک کی بات نہیں۔ اور ایسے فیصلے مجھ سے پوچھے بغیر ان کو خود کرنے بھی نہیں چاہئیں۔ ان کو چاہئے تھا کہ فوراً مجھ سے پوچھتے کہ اس لائیو پروگرام کے لئے اب کیا کیا جائے۔ بند کرنے کا جوان کا ارادہ تھا یا مایوسی تھی یا وہ فوری فیصلہ نہیں کر سکے تو اگر لائیو پروگرام نہ ہوتا تو یہ احمدیوں کو بھی اور دنیا کو بھی یہ پیغام دے رہے ہوتے کہ ہمارا سارا نظام اس واقعہ سے درہم برہم ہو گیا، جو نہیں ہوا۔ چنانچہ فوری طور پر مسجد فضل کے سٹوڈیو سے راہ ہدیٰ کا لائیو پروگرام ہوا۔ لوگوں کی کالیں آئیں، ان کے جواب بھی دیئے گئے، اس سے ان کی تسلی تشفی بھی ہوئی۔ تو ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ نقصان پر مایوس ہو کر بیٹھ جائیں یا اپنی جگہیں چھوڑ کر صرف تماشا دیکھنے کے لئے وہاں جا کر کھڑے ہو جائیں۔ بہت سارے لوگ یہاں کھڑے تھے حالانکہ ان کو اپنے اپنے کاموں پر جانا چاہئے تھا بلکہ فوری طور پر ہر ممکن متبادل کوشش ہونی چاہئے تھی اور کرنی چاہئے اور پھر باقی اللہ تعالیٰ پر چھوڑنا چاہئے۔

میر محمود احمد صاحب اُن دنوں میں یہاں تھے انہوں نے بتایا کہ جب ہجرت کے بعد ربوہ آئے ہیں اور اس کی آبادکاری شروع ہوئی تو اس وقت جماعت کی مالی حالت بھی بہت کمزور تھی اور ایک نیا شہر بنانے کا چیلنج تھا۔ جماعتی عمارات کی تعمیرات کرنی تھیں، مساجد بنانی تھیں۔ بہرحال ایک بیابان جگہ پر ایک شہر ہی بسانا تھا۔ سب کچھ نئے سرے سے تعمیر کرنا تھا۔ اُس وقت جب مسجد مبارک تیار ہوئی تو یہ مشہور ہو گیا کہ مسجد کی تعمیر صحیح طور پر نہیں ہوئی۔ غالباً چھت کے بارے میں یہ تھا کہ صحیح میٹیریل (material) استعمال نہیں ہوا اور یہ گر جائے گی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لئے تشریف لائے۔ آپ دروازے کے اندر کھڑے ہوئے، دیکھا اور پھر فرمایا کہ کہا یہ جا رہا ہے کہ یہ گر سکتی ہے۔ اس کا جائزہ لیں۔ اگر تو یہ بات صحیح

ہے کہ اتنی کمزور عمارت ہے یا چھت ہے کہ یہ گر سکتی ہے اور دوبارہ بنانی پڑے گی تو پھر ٹھیک ہے جہاں اور آزمائشیں ہیں ایک یہ بھی سہی۔ اس زمانے میں پارٹیشن کے بعد تو بڑی آزمائشیں تھیں۔ اس وقت جماعت کی مالی حالت کا اندازہ جن کو ہے وہی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کیونکہ آج کے اور اُس وقت کے حالات میں بڑا فرق ہے۔ تو بہرحال ان باتوں سے ہمیں کبھی گھبراہٹ نہیں ہوئی اور نہ ہونی چاہئے۔ اگر یہ واقعہ بھی آزمائش ہے تو ہمیں یہ عہد کرنا چاہئے اور پھر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے ہم دعائیں کرتے ہوئے اس آزمائش سے بھی کامیاب گزریں گے۔ مالی لحاظ سے بھی اب جماعت پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ انشاء اللہ اس نقصان کی بہتر رنگ میں تلافی ہو گی۔ یہ نقصان چاہے کسی طرح بھی پہنچا ہے، کسی نے بھی پہنچایا ہے۔ ہماری نااہلی کی وجہ سے ہؤا ہے، بے احتیاطی کی وجہ سے ہوا ہے یا حادثاتی طور پر یہ واقعہ ہؤا ہے۔ جو بھی اس کی وجہ ہے، انشاء اللہ اس کو ہم نے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوبارہ خوبصورت شکل میں واپس لانا ہے۔ فی الحال مجھے اس کے لئے جماعت کو کسی علیحدہ تحریک کے لئے کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن لوگوں نے بغیر کہے، از خود اس کے لئے رقم بھیجنی شروع کر دی ہے۔ بچوں نے خاص طور پر اس کے لئے چندہ دینا شروع کیا ہؤا ہے۔ بغیر کہے خود بچے اپنی جو بگھیاں ہیں وہ پیش کر رہے ہیں بلکہ سالم بگھیاں ہی بھیج دی ہیں جن میں جتنے سکّے جمع تھے سب دے دیئے۔ سات آٹھ سال کی ایک بچی نے اپنے باپ کو کہا جب اس نے تفصیل پوچھی کہ ان ہالوں میں تو ہم جا کے کھانا بھی کھایا کرتے تھے۔ کھیلتے بھی تھے، فنکشن بھی کرتے تھے تو ہمیں اس کو دوبارہ بنانے میں اپنا حصہ ڈالنا چاہئے۔ اس لئے میرے پاس جو پیسے جمع ہیں مَیں دیتی ہوں اور اپنی بگھی اٹھا کر لے آئی۔ یہ بچی کے جذبات ہیں۔ پس جب قوم کے بچے بھی ایسا عزم رکھتے ہوں تو پھر ان کو کون مایوس کر سکتا ہے، یہ معمولی نقصان کیا کہہ سکتے ہیں۔

پھر ہمارے اپنے ہمسائے ہیں وہ بھی اپنا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ امیر صاحب نے بتایا کہ یہاں سکول کے ہیڈ ماسٹر کا پیغام آیا کہ سکول کے بچے اس عمارت کی دوبارہ تعمیر کے لئے کچھ رقم اکٹھی کر کے چندہ دینا چاہتے ہیں۔ یہ اعلیٰ اخلاق جو مسلمانوں کو دکھانے چاہئیں، یہ غیر مسلم دکھا رہے ہیں۔ چاہے ہم لیں یا نہ لیں بہرحال انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور ہمیں ان کے جذبات کی قدر کرنی چاہئے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آگ کی شدت بہت زیادہ تھی۔ بعض لوہے کے گارڈر اور فریم اس طرح چُر مُر ہو گئے ہیں جس طرح تنکوں کو مروڑا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض دفاتر بچ بھی گئے ہیں۔ ان کے ریکارڈ بھی محفوظ ہیں۔ وصیت کا دفتر ہے، قضا کا دفتر ہے یا اور دفاتر ہیں۔ اسی طرح ایم ٹی اے کا تمام حصہ بچ گیا۔ وہاں بڑا قیمتی سامان بھی تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب آج وہاں کام شروع بھی ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ حصہ ان ہالوں کے بالکل ساتھ جڑا ہوا تھا اس لئے جب مجھے اطلاع ملی تو فکر بھی پیدا ہوئی بلکہ دعا بھی حقیقت میں اس کے لئے ہی شروع ہوئی، اس کے بعد ہی شروع ہوئی کیونکہ یہاں آگ پہنچنے کا مطلب تھا کہ اب اصل مسجد کی طرف بھی آگ بڑھ سکتی تھی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ان کی لائبریری کو نقصان تو پہنچا ہے لیکن اس کا بھی ستّر فیصد حصہ ہم نے دوسری جگہ محفوظ کر لیا ہؤا تھا۔ اسی طرح لائبریری کا ٹرانسلیشن والا حصہ جو تھا وہ بھی تقریباً سو فیصد محفوظ ہے۔ میرے نزدیک جو بعض تفصیلی ٹیپوں (tapes) کا نقصان ہوا ہے جن میں دوروں وغیرہ کی تفصیلات تھیں وہ ایسا نقصان نہیں ہے جسے کہا جائے کہ ہماری تاریخ اس سے ضائع ہو گئی کیونکہ اس کے بھی چنیدہ حصے محفوظ ہیں۔ ایم ٹی اے کے حصے کا بچنا بھی ایک معجزہ ہی ہے کیونکہ ساتھ کی چھت کو جلا کر ہی آگ واپس ہوئی ہے یا بجھانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے موقع دیا کہ وہ اس پر قابو پا لیں۔ اسی طرح طاہر ہال اور مسجد کا حصہ بھی بالکل محفوظ رہا جیسا کہ میں نے بتا دیا۔ آپ دیکھ بھی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جانی نقصان سے بھی محفوظ رکھا۔

ایک صاحب لائبریری میں بیٹھے ہوئے کام کر رہے تھے اور ان کو پتا نہیں چلا کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں اپنا کام ختم کر کے جب مَیں دروازہ کھول کے باہر نکلا تو ایک کالے دھوئیں کا بگولہ اندر داخل ہوا ہے۔ میں پریشان ہو گیا۔ باہر نکلا۔ بھاگنے کی کوشش کی تو اندھیرا اور بالکل کالا سیاہ دھوآں تھا۔ سب کچھ بند تھا اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا اور میرا سانس رکنا شروع ہو گیا۔ کہتے ہیں خیر مشکلوں سے اس وقت مَیں نے گلی کی دیوار کو ٹٹولا اور اس کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کیا اور ساتھ ساتھ دعا بھی مانگتا جا رہا تھا کیونکہ ہمت جواب دیتی جا رہی تھی، دھوئیں کی وجہ سے سانس رک رہا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا ہے کہ آگ تیرے غلاموں کی غلام ہے تو میں بھی غلام ہوں تُو بچا لے۔ کہتے ہیں اسی طرح دو تین مواقع ایسے آئے کہ جب لگتا تھا کہ نیچے گر جاؤں گا اور اگر چند سیکنڈ کے لئے بھی یہ نیچے گرتے تو تپش اتنی زیادہ تھی کہ جلا کے بالکل بھون کے رکھ دینا تھا۔ لیکن بہرحال ہمت کرتے ہوئے اس اندھیرے دھوئیں میں سے نکلتے چلے گئے اور باہر جب دروازے پر پہنچے ہیں، روشنی نظر آئی۔ کہتے ہیں جب میں نے کُلّی کی ہے اور صفائی کی ہے تو منہ میں سے بھی کلّی کرنے سے اس طرح کالے رنگ کا پانی نکلا ہے جس طرح سیاہی بھری ہوتی ہے۔ تو یہ ان کا حال تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر انہیں بچا لیا۔ ان کے لئے تو یہ بھی بڑا معجزہ ہے۔ چند سیکنڈ کی دیر بھی ان کو جلا کے رکھ سکتی تھی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا ہے۔

حاسدوں کے حسد تو اور بڑھیں گے اس لئے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دیں۔ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کی دعا اور اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ کی دعا پڑھیں اور رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ کی دعا پڑھنی چاہئے۔ اگر یہ واقعہ میں ہماری نااہلی اور کمزوری کی وجہ سے ہوا ہے تو استغفار بھی بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں اپنی ذمہ داریاں صحیح رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کمزوریوں کو دور فرمائے۔ اور اگر یہ آزمائش ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں سے بھی کامیابی سے گزارے اور اپنے انعامات پہلے سے بڑھ کر عطا فرمائے اور ان صابرین میں ہمارا شمار فرمائے جن کو خوشخبریاں عطا فرماتا ہے اور پہلے سے بڑھ کر ہم ترقیات دیکھیں۔

نماز کے بعد میں کچھ غائب جنازے پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ جو ہے وہ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب مبشر مرحوم درویش قادیان کا ہے جو حضرت چوہدری غلام محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ 18؍ستمبر کو تقریباً 97 سال کی عمر میں قادیان میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ سرگودھا کے رہنے والے تھے۔ پھر یہ 1934ء میں قادیان مدرسہ احمدیہ میں آئے۔ 1943ء میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ وہاں سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد انہوں نے زندگی وقف کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر قادیان آ گئے اور قادیان میں آپ مختلف ادارہ جات میں کام کرتے رہے۔ قائمقام آڈیٹر اور نائب آڈیٹر کی خدمت بجا لاتے رہے۔ شاہجہان پور میں انجمن کے مختار عام کے طور پر بھی کام کیا۔ قادیان کے دفتر جائیداد میں زمینوں کی نگرانی بھی کرتے رہے۔ خدمت کی ان کو کافی توفیق ملی۔ قاضی سلسلہ بھی تھے۔ دفتر دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت میں بھی خدمت کرتے رہے اور پھر وہیں سے یہ انجمن کی ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ شاعری بھی کیا کرتے تھے۔ لوگوں کے جذبات کا اپنے شعروں میں اظہار کرتے تھے۔ بڑے ہنس مکھ اور ملنسار تھے۔ مہمان نوازی کا بڑا شوق تھا۔ قادیان میں غیر مسلم طبقے میں اپنے حسن معاشرت کی وجہ سے بہت مقبول تھے۔ کافی تعداد میں ان کے جنازے میں غیر مسلم بھی شامل ہوئے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے اور تین بیٹیاں عطا فرمائی تھیں۔ دو بیٹے قادیان میں ہیں جبکہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں پاکستان میں ہیں۔

جو بھی مہمان قادیان آتا اس کی بڑی خدمت کرتے چاہے واقف ہو یا ناواقف ہو۔ درویشی کا عرصہ بھی انہوں نے بڑے صبر اور حوصلے سے گزارا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔

دوسرا جنازہ مکرم خالد سلیم عباس ابوراجی صاحب (سیریا) کا ہے جن کی 27؍اگست 2015ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ سیریا کے پرانے مخلص احمدیوں میں شامل تھے۔ منیر الحصنی صاحب کی تبلیغ کے نتیجہ میں 1927ء میں آپ نے احمدیت کو قبول کیا۔ صوم و صلوٰۃ کے بڑے پابند، سادہ مزاج، نہایت صاف گو، مہمان نواز، محنتی، دیانتدار، اطاعت گزار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پیشے کے لحاظ سے نجّار تھے۔ خلافت کے عاشق تھے۔ نظام جماعت اور مربیان کرام کا بہت احترام کرتے تھے۔ ہر ایک سے عزت اور محبت سے پیش آتے تھے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے اور باوجود اس کے کہ ان کا گھر جمعہ پر آنے والوں میں سب سے دُور تھا پھر بھی بالعموم سب سے پہلے آیا کرتے تھے اور اذان دینے کا ان کو بہت شوق تھا۔ عمر رسیدہ ہونے کے باوجود بڑے جوان ہمّت تھے اور خود چل کر پرانے احمدیوں سے ملنے جایا کرتے تھے۔ خطبات اور خطابات باقاعدگی سے سنتے، لوگوں تک پہنچاتے۔ آخر دم تک اپنے عہد بیعت کو نبھایا۔ اور اخلاص و وفا کے ساتھ نبھایا۔ جلسہ سالانہ ربوہ اور یوکے میں بھی شامل ہو چکے ہیں۔ تمام مربّیان جو بھی ان کے ساتھ رہے، اَور جو لوگ بھی رہے انہوں نے ان کے غیر معمولی اخلاص اور مربیان سے حسن سلوک کی بڑی تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی شاید صرف ایک بیٹی احمدی ہے باقی بچّے احمدی نہیں۔ اس بات کا ان کو بڑا افسوس تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی دعاؤں اور نیک خواہشات کو ان کی اولاد کے حق میں پورا فرمائے۔ ان کے احمدیت قبول کرنے کا واقعہ بھی اسی طرح ہے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص ایک مولوی کے ساتھ بحث کر رہا ہے۔ اس کو اللہ اور رسول کا واسطہ دے کر کچھ بتا رہا ہے اور مولوی اس کو کافر کافر کہے جا رہا ہے۔ آخر پتا لگا کہ جس کو کافر کہا جا رہا ہے وہ شخص احمدی تھا تو ان کو یہ خیال آیا کہ ایک شخص اللہ اور رسول کی بات کر رہا ہے اور اس کو یہ کافر کہہ رہا ہے تو اس بات سے پھر انہوں نے آخر اسی سے رابطہ کر کے جماعت کے بارے میں معلومات لیں اور پھر آہستہ آہستہ علم حاصل کر کے اللہ تعالیٰ نے ان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

اس وقت تیسرا جنازہ ایک سیرین احمدی دوست کا ہی ہے۔ ان کا نام مکرم احمد الرحال صاحب تھا۔ آجکل جو وہاں جنگی حالات ہیں اس میں ان کو بم کے ٹکڑے لگے جس کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور سیریا کے حالات کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ وہاں بھی بہتری پیدا فرمائے۔ تمام مسلمان ممالک کو ہی عقل اور سمجھ دے اور وہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے کی بجائے حقیقی مسلمان بنیں اور آپس میں رحم ان میں پیدا ہو اور زمانے کے امام کو ماننے کی اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا فرمائے۔

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 18

قبل ازیں یہ ذکر گزر چکا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے پیدائشِ انسانی کی علّت غائی عبادت کو قرار دیا ہے۔ عبادت کا لفظ بہت وسیع مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ قرآن وسنّت اور احادیث نبویہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مضمون کو مختلف مواقع پر بیان فرمایا ہے۔

عبادت کے مفہوم کا ایک اہم نکتہ

......حضرت الحاج حکیم مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”**عبادت کے معنے ہیں عاجزی، انکساری سے فرمانبرداری کرنا۔ عبادت کے مفہوم میں اس نکتہ کو ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ نماز اور روزہ اور دیگر معروفہ عبادات جس ہیئت اور طرز سے ادا کی جاتی ہیں اس کے خلاف ہیئت اختیار کرنے سے ممکن نہیں کہ ان پر ثواب ملے یا رضائے الٰہی کا موجب ہوں۔**

مثلاً یہ روزہ جو کہ ہم رکھتے ہیں اگر ایک خاص وقت تک کھانے پینے سے باز رہنے کا نام ہے تو ضرور ہے کہ ہم جمعہ کو یا عید کے دن بھی روزہ رکھ لیا کریں تو ثواب ملے۔ لیکن اِن ایّام میں روزہ رکھنے سے تو ثواب کی بجائے عذاب ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق روزہ اپنی ذات سے عبادت نہیں ہے۔

اسی طرح اگر نماز بہ ایں ہیئت کہ ہم ادا کرتے ہیں اگر عبادت ہے تو فجر کی دو رکعت کی بجائے اگر تین یا چار پڑھ لیں تو بھی ثواب ہونا چاہئے بلکہ زیادہ ہونا چاہئے کیونکہ محنت زیادہ ہوئی۔ وہی کلمات ہیں جن کی تکرار کثرت سے کی گئی ہے مگر ظاہر ہے کہ دو کے بجائے چار تو درکنار صرف ایک رکن نماز ہی بڑھا دینے سے نماز باطل ہو کر موجبِ عذاب ہو جاتی ہے۔ تو معلوم ہوُا کہ نماز مطلق اپنی ذات سے عبادت نہیں ہے۔

پھر ہم معاشرت کو دیکھتے ہیں کہ وہی چہل پہل اور محبت اور پیار اور راز و نیاز کی باتیں اور معاشرت کی حرکات ہیں کہ جب انسان اپنی منکوحہ بیوی سے معاشرہ کرتا ہے تو ثواب پاتا ہے لیکن جب ایک نامحرم عورت سے کرتا ہے تو عذاب کا مستحق ہے حالانکہ عورت ہونے میں تو بیوی اور نامحرم ایک ہی ہیں اور وہی حرکات ہیں۔

تو اِن نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ **نماز، روزہ، معاشرت اور دیگر عباداتِ شرعیہ مطلق اپنی ذات اور ہیئت کے لحاظ سے ہرگز نہیں ہیں بلکہ اس لئے عبادت کا لفظ ان پر آتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے کی جاتی ہیں اور جب ان میں ایک ذرا سی بات بھی اپنی طرف سے ملا دی جاوے تو پھر یہ عبادت نہیں رہتیں۔** اور اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ عبادت کے معنے اصل میں اطاعت کے ہی ہیں اور ہر قابلِ اطاعت چونکہ تعظیم کا مستحق ہوتا ہے اس لئے اس کے معنے عظمت اور عزّت کے بھی ہیں۔“

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 16-17)

......اسی طرح آپؓ نے فرمایا:

”**عبادت نام ہے کامل درجے کی محبت، کامل تعظیم اور اپنی طرف سے کامل تذلّل کا۔ عبادت وہی ہے جو خود اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی معرفت بتائے۔ باقی سب ہیچ**“۔

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 18-19)

....

قرآن مجید کی موجودہ ترتیب میں سب سے پہلا حکم عبادت کا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ کی آیت 22-23 میں فرماتا ہے: یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ وَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ۔ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ ۚ فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰہِ اَنۡدَادًا وَّ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ۔ (البقرۃ:22-23)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے (اُس) ربّ کی عبادت کرو جس نے تمہیں (بھی) اور اُنہیں (بھی) جو تم سے پہلے گزرے ہیں پیدا کیا ہے تاکہ تم (ہر قسم کی آفات سے) بچو۔ (وہی ہے) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونے اور آسمان کو چھت کے طور پر بنایا ہے اور بادلوں سے پانی اتارا ہے، پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے میووں کی قسم کا رزق تمہارے لئے نکالا ہے۔ پس تم سمجھتے بوجھتے ہوئے اللہ کے ہمسر نہ بناؤ۔

......حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”کوئی شخص کسی کے ساتھ نیکی کر کے صرف ہنس کے بولے یا کسی دُکھ کے وقت مدد دے تو آدمی اس کا ممنون ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب احسان دراصل اللہ تعالیٰ کا ہے جس نے اُس مُحسن کو پیدا کیا، پھر اس چیز کو جس سے احسان کیا گیا، پھر خود اُسے جس پر احسان ہوُا۔ پس خدا کو بھول جانا انسانیت سے بعید ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اسی لئے اپنے رنگارنگ انعامات و احسانات کا ذکر فرماتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی ارشاد کیا کہ لوگو! تم فرمانبردار بن جاؤ۔ کس کے؟ اپنے پالنہار کے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں ہی نہیں بلکہ تمہارے بڑوں کو بھی یعنی پُشتہا پُشت سے اُس مُحسن کے احسان تم پر چلے آتے ہیں۔

لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ: فرمانبردار بنو گے تو اس سے کوئی خدا کی خدائی بڑھ نہ جائے گی بلکہ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ وہ یہ کہ تم ہی دکھوں سے بچو گے۔

مَیں دیکھتا ہوں کہ آتشک اُنہی کو ہوتی ہے جو نافرمانی کرتے ہیں۔ مَیں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی کو نماز پڑھنے سے سوزاک ہو گیا ہو یا زکوٰۃ دینے سے کوڑھ ہو گیا ہو۔ لوگ کہتے ہیں نیکی مشکل ہے۔ یہ غلط ہے۔ نیکی تو سُکھوں کی ماں ہے۔“ (حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 113-114)

......اسی طرح فرمایا:

”یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمۡ: **لوگو! اپنے ربّ کے فرمانبردار بن جاؤ۔ فرمانبرداری ضروری ہے۔ مگر کوئی فرمانبرداری بِدُوں فرمان کے نہیں ہوسکتی۔ اور کوئی فرمان اس وقت تک عمل کے نیچے نہیں آتا جب تک کہ اس کی سمجھ نہ ہو۔ پھر اس فرمان کے سمجھنے کے لئے کسی معلّم کی ضرورت ہے اور الٰہی فرمان کی سمجھ بِدُوں کسی مُزکّی اور مطہّر القلب کے کسی کو نہیں آتی** کیونکہ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ پس کیسی ضرورت ہے امام کی۔ کیسی مزکّی کی۔“

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 114)

....

ہم احمدی خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت یافتہ آسمانی امامت سے نوازا ہے اور اس زمانہ میں حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء کرام کی صورت میں وہ مطہّر و مقدّس وجود عطا فرمائے ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی حکمتوں سے آشنا کرتے ہوئے تلاوت آیات کے ذریعہ سے ہمارے تزکیہ کے لئے سعی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی کامل فرمانبرداری کی توفیق بخشے۔

....

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آیات مذکورہ بالا کی جو نہایت پُر معارف تفسیر فرمائی ہے اس میں سے ایک حصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے عبادت کے حکم کی اہمیت، اس کی ضرورت اور اس کی غرض و غایت پر بھی خوب روشنی پڑتی ہے اور اس سوال کا جواب بھی مل جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کیوں کی جائے؟ کیا وہ ہماری عبادت کا محتاج ہے؟

عبادت کے معنے کامل تذلل اور اتباع کے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”**عبادت کے معنے......کامل تذلّل اور اتباع کے ہیں۔ جب تک پوری اتباع نہ ہو اور انسان اپنے نفس کو الٰہی تأثرات کے قبول کرنے کے قابل نہ بنائے اس کی عبادت عبادت نہیں کہلا سکتی۔ جو شخص صرف ظاہری شکل عبادت کی پوری کرتا ہے وہ عابد نہیں کہلا سکتا کیونکہ اس نے تذلل اور اتباع کا نقشہ نہیں پیش کیا۔**

اس آیت میں عبادت کے بارہ میں ایک لطیف اور مکمل تعلیم دی گئی ہے اور عبادت کی تکمیل کے لئے جن امور کی ضرورت ہے وہ سب بیان کئے گئے ہیں اور یہ بھی بتایا ہے کہ عبادت میں فائدہ کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ کامل عبادت کامل تعلق کو چاہتی ہے اور کامل تعلق، کامل احسان سے پیدا ہوتا ہے۔ اور کامل احسان وہ ہوتا ہے جو اس انسان پر بھی ہو جو عبادت کرتا ہے اور اس کے بزرگوں پر بھی ہو۔ کیونکہ دنیا میں لوگ مخلصانہ تعلق دو ہی وجہ سے رکھتے ہیں یا تو اس لئے کہ ان پر احسان کیا جائے یا اس لئے کہ ان کے بزرگوں پر احسان کیا گیا ہو۔ ...... چنانچہ اس فطرتی جذبہ کو اپیل کرنے کے لئے اس آیت میں کہا گیا ہے کہ اے لوگو! اس ہستی کی عبادت کرو جو تمہاری بھی خالق ہے اور تمہارے آباء کی بھی۔ **جب عارضی تعلقات کی بناء پر تم اخلاص کا معاملہ کرتے ہو تو کیوں اس ہستی سے اخلاص کا تعلق پیدا نہیں کرتے جو تمہاری بھی محسن ہے اور تمہارے آباء کی بھی محسن رہی ہے۔**

عبادت کی ضرورت

اس آیت میں عبادت کی تحریک بھی نہایت عجیب اسلوب سے کی گئی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ضرورت خوب واضح ہو جاتی ہے۔ اس جگہ عبادت کی تحریک ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ اے لوگو اس رب کی عبادت کرو جس نے تم کو بھی اور تمہارے بڑوں کو بھی پیدا کیا ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جو کسی وجود کو پیدا کرنے والا ہو وہی اس کی صحیح طاقتوں کو سمجھتا ہے۔ ایک مکان بنانے والا انجینیر جانتا ہے کہ اس کی تعمیر کردہ عمارت کس حد تک بوجھ برداشت کر سکتی ہے۔ اسی طرح حقیقی اصلاح خدا تعالیٰ ہی کر سکتا ہے جس نے انسان کو اور اس کے آباء کو پیدا کیا ہے اور وہی اس کی قوتوں کی حد بندی کو اچھی طرح جانتا ہے۔ کسی اور ہستی کی عبادت کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اپنے آپ کو ایسے ناواقف کے سپرد کر کے تباہ کروایا جائے جو انسان کی قابلیتوں اور اس کی حد بندیوں کو نہیں جانتا۔ پس **اصل عبادت جو صرف ظاہری رسوم کا نام نہیں بلکہ روحانی راستہ پر چلنے کا نام ہے خدا تعالیٰ کی ہی مناسب ہے** کیونکہ وہی جانتا ہے کہ انسان کی قوتیں کیا ہیں اور انہیں کن ذرائع سے بڑھایا اور مکمل کیا جا سکتا ہے۔

عبادت کی غرض صرف اقرارِ عبودیت نہیں

اس کے بعد عبادت کی وجہ بھی بتا دی کہ **عبادت کی غرض صرف اقرار عبودیت نہیں۔ اگر صرف اقرار عبودیت کسی عبادت کا مقصد ہوتا تب بھی خدا تعالیٰ کے سوا دوسرے کسی کی عبادت کرنا گو ظلم ہوتا مگر اس قدر مُضر نہ ہوتا۔ مگر عبادت تو حصولِ تقویٰ کے لئے کی جاتی ہے۔ یعنی تکمیل روحانیت کے لئے۔ اور تکمیل روحانیت وہ ہستیاں کس طرح کر سکتی ہیں جو انسان کی خالق نہیں اور اس کی مخفی طاقتوں اور حد بندیوں سے واقف نہیں۔ وہ تو اسے مکمل کرنے کی بجائے توڑ کر رکھ دیں گی۔**

ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی انسان نے اپنی باگ ڈور غیر اللہ کے سپرد کی ہے نقصان اُٹھایا ہے۔ کسی راہنما نے کھلی آزادی دے کر رُوحانی تکمیل کی راہوں سے بالکل دُور پھینک دیا اور کسی راہنما نے انسانی قوتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ایسا بوجھ لاد دیا کہ انسان اس بوجھ تلے دب کر رہ گیا۔ کسی نے رہبانیت کے اختیار اور طیبات سے اجتناب کرنے کی تعلیم دی تو کسی نے مضر اور مفید میں فرق نہ کرتے ہوئے شریعت کو لعنت قرار دے کر انسان کو تباہی کے گڑھے میں گرا دیا۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ایسی تعلیم دی کہ جس کی مدد سے نہ تو وہ اپنی ذمہ داریوں کو بھلا دے اور نہ ایسے بوجھوں تلے دب جائے جو اس کی فطرت کو کچل کر رکھ دیں۔

عبادت کا مقصد

غرض لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ کہہ کر اس طرف توجہ دلائی **کہ عبادت کی غرض یہ ہوتی ہے کہ انسان فطرتِ صحیحہ کی راہنمائی میں ترقی کر سکے۔ اور ظاہر ہے کہ فطرت کے مطابق صحیح راہنمائی وہی کر سکتا ہے جو فطرت انسانی کی تمام جزئیات سے واقف ہے اور وہ خالق ہی کی ہستی ہو سکتی ہے نہ کہ کسی اور کی۔**

لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ سے اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ عبادت کا حکم کسی ایسی غرض کے لئے نہیں جس میں خدا تعالیٰ کا فائدہ ہو بلکہ عبادت کا حکم خود انسان کے فائدہ کے لئے دیا گیا ہے اور اس کی غرض صرف یہ ہے کہ فطرت کے تقاضوں کو صحیح طور پر پورا کر کے انسان کو مکمل بنایا جائے۔

اس مضمون سے ان لوگوں کے شبہات کا بھی ازالہ ہو جاتا ہے جو شریعت کو لعنت قرار دے کر اسے ترک کر چکے ہیں۔ انہوں نے شریعت کو لعنت اسی لئے قرار دیا کہ اس کے احکام کو لغو اور بلا حکمت کے سمجھا اور خیال کیا کہ ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ صرف بندوں پر حکومت جتانا چاہتا ہے مگر قرآن کریم میں لکھا ہے کہ ہمارے بتائے ہوئے

احکام لغو اور بلا حکمت نہیں بلکہ انسان کو صحیح راستہ پر چلانے کے لئے ہیں اور اسے افراط و تفریط کی راہوں سے ہٹا کر ان اعمال کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہیں جن سے اس کی مخفی قوتیں نشوونما پاتی ہیں اور اس قسم کی تعلیم کو لعنت قرار دینے والا عقلمند نہیں کہلا سکتا۔...... ۔

اِتَّقٰی کا لفظ اِوْتَقٰی سے بنا ہے اور وضع لغت کے لحاظ سے اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو اپنی ڈھال بنالیا۔ اپنے بچاؤ کا ذریعہ بنالیا۔ پس تَتَّقُوْنَ کے معنے یہ ہوئے کہ تا تم خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لو۔ یعنی خدا تعالیٰ کی مدد سے تباہیوں سے بچ جاؤ اور وہ تمہارا ذمہ دار ہو جائے۔ جس طرح دنیوی راہنما انسان کو جنگل یا نادیدہ راستوں سے صحیح اور بے تکلیف نکال کر لے جاتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ تم کو زندگی کی الجھنوں اور پریشانیوں سے صحیح سلامت بچا کر لے جائے۔

ایک اور لطیف بات بھی اس آیت کے متعلق یاد رکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ اس میں اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ **کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور ربّ کے معنے ...... اس ہستی کے ہوتے ہیں جو پیدا کر کے بتدریج ترقی کی طرف لے جائے۔ اس صفت کے انتخاب سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ہر انسان کی پیدائش میں اس کی آئندہ ترقی کے لئے ایک بنیاد رکھی گئی ہے تاکہ وہ اس پر چل کر کمال تک پہنچے۔ پس جب تک عبادت رَبّ کی نہ ہو جو اسے ان مخفی طاقتوں کے مطابق کمال تک پہنچائے مفید نہیں ہوسکتی۔** ...... یہ کام رب ہی کر سکتا ہے جو پیدائش سے جوانی تک ایک خاص طرز پر اس فرد کو بڑھاتا لایا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ زید یا بکر کے مزاج کی افتاد کس طرح پڑ چکی ہے اور اس کے مزاج کا اس کے باپ یا بھائیوں کے مزاج سے کیا اختلاف ہے۔ پس خالی شریعت پر عمل کافی نہیں بلکہ اپنے رب سے اخلاص اور محبت کا تعلق بھی ضروری ہے تاکہ وہ خاص راہنمائی کے ذریعہ اسے شریعت کی ان جزئیات کی طرف راہنمائی کرے جو اس کی ذات کے لئے زیادہ مفید ہیں۔ بیشک شریعت کہتی ہے نماز پڑھو، زکوٰۃ دو مگر وہ نہیں بتا سکتی کہ اقل ترین نماز اقل ترین صدقہ کے بعد کونسا عمل ایک شخص کی روحانی ترقی کے لئے زیادہ ضروری ہے۔ یہ ہدایت تو ہر شخص کو الگ الگ ہی مل سکتی ہے اور رب کی طرف سے ہی مل سکتی ہے۔ غرض ہدایت عامہ یعنی شریعت کے مل جانے کے بعد بھی انسان محفوظ نہیں ہوتا کیونکہ اسے اعلیٰ ترقیات کے لئے ہدایت خاصہ کی ضرورت ہے جو بطور القاء کے رب کی طرف سے ہی یعنی اس ہستی کی طرف سے ہی جس نے اسے پیدا کر کے اعلیٰ مدارج تک پہنچانے کا ذمہ لیا ہے آسکتی ہے۔ پس اس ہستی سے محبت اور عبادت کا تعلق بہر حال ضروری ہے تا ہدایت خاص سے بھی انسان فائدہ اٹھا سکے۔

تَتَّقُوْنَ میں جہاں ایسے امور سے بچنے کے معنے نکلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے تعلق کو بگاڑ دیتے ہیں وہاں اس سے ان امور سے بچنے کا بھی اشارہ پایا جاتا ہے جو بندوں کے باہمی تعلقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ عبادت الٰہی ایسے امور میں غلطی کرنے سے بھی انسان کو بچاتی ہے۔

جو شخص خدا تعالیٰ کو اپنا رب سمجھنے لگے ضرور ہے کہ وہ اس کے بندوں سے بھی اچھا تعلق پیدا کرے گا اور پھر یہ بھی لازم ہے کہ وہ بندوں پر ظلم نہیں کرے گا کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ بنالے گا اس کی نظر اپنی سب ضرورتوں کے لئے خدا تعالیٰ پر ہی پڑے گی خصوصاً جبکہ وہ اس کے رب ہونے پر ایمان رکھتا ہوگا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو اپنی سب ضرورتوں کا کفیل سمجھے گا وہ بندوں کے اموال پر نظر نہیں رکھ سکتا اور نہ اپنی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے ان کے مالوں میں خیانت کر سکتا ہے، نہ ان پر ظلم کر سکتا ہے۔

پس تَتَّقُوْنَ **کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ اگر تم رب کی عبادت اخلاص اور یقین کے ساتھ کرو گے تو آپس کے ظلموں سے بھی بچ جاؤ گے اور دنیا میں بھی امن قائم ہوگا۔** ...... **سچ بات یہی ہے کہ دنیا میں امن رب کا بندہ بن جانے کے بغیر قائم نہیں ہوسکتا۔** اگر یورپ خدا کا بندہ بن جاتا تو آج یہ جوع الارض کی بیماری اسے لاحق نہ ہوتی ...... ۔

...... **یہ آیت اس لحاظ سے نہایت اہمیت رکھتی ہے کہ ترتیب مستقل کے لحاظ سے اس میں قرآن کریم کا سب سے پہلا حکم بیان ہوا ہے۔** اس سے پہلے یہ کہا گیا تھا کہ متقی ایسا ایسا کرتے ہیں مگر حکم کے طور پر بنی نوع انسان کو نہ کہا گیا تھا کہ تم ایسا کرو۔ حکم سب سے پہلے اسی آیت میں دیا گیا ہے اور سب سے پہلا حکم توحید کا دیا گیا ہے اور ایسے لطیف اور مکمل طور پر دیا گیا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ مثلاً اوّل تو عبادت کرو کا حکم اَلنَّاس کو دیا گیا ہے۔ یعنی سب دنیا کو مخاطب کیا گیا ہے نہ کہ صرف عربوں کو جو اس امر کا ثبوت ہے کہ اسلام شروع سے ہی سب دنیا کو دین توحید پر جمع کرنے کا مدعی ہے اور قومی عبادتوں کو مٹا کر ایک جامع حلقہ جس میں سب انسان آجائیں بنانا چاہتا ہے۔

پھر عبادت کس کی کرو؟ اس کے لئے اللہ کا لفظ نہیں استعمال کیا بلکہ ربّ کا لفظ چنا ہے جس سے بہت سے معبودان باطلہ کا رد ہو گیا۔ کیونکہ دُنیا میں بہت لوگ شرک پتھروں سے کرتے ہیں۔ ربّ کے لفظ سے ایسے تمام وجودوں کو عبادت کی حد سے نکال دیا۔

پھر لوگ دریاؤں پہاڑوں ستاروں کی پرستش کرتے ہیں۔ اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ کہہ کر ان کو خارج کر دیا۔

پھر کچھ لوگ اپنے بزرگوں کی پوجا کرتے وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ کہہ ان کو بھی عبادت سے خارج کر دیا۔ غرض ایسی جامع عبارت بیان کی ہے کہ **چند لفظوں میں خالص توحید کی تعلیم دے دی ہے۔**

اسی طرح تعلق کی مضبوطی کے لئے فطرت کے عین مطابق طریق استعمال کیا۔ دنیا میں تعلیم کے دو ہی طریق ہیں یا محبت یا خوف۔ مختلف اقوام میں عبادت انہی دو اسباب کی وجہ سے کی جاتی ہے جیسا کہ کمپیریٹو ریلیجنز (Comparative Religions) والوں نے تفصیل سے اس پر بحث کی ہے۔ اس آیت میں دونوں باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے پہلا محبت کے لئے اور لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ خوف کے مضمون کو سامنے لانے کے لئے۔ محبت آگے دو طرح پیدا ہوتی ہے یا حسن سے یا احسان سے۔ اس مختصر آیت میں ان دونوں باتوں کو خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ وہ حسین ہے کیونکہ رب ہے۔ کیسا اعلیٰ درجہ کا صنّاع ہے کہ ایک چیز کو نہایت ادنیٰ حالت میں پیدا کرتا ہے پھر درجہ بدرجہ ترقی دے کر کمال تک پہنچا دیتا ہے۔ پھر احسان کو کس لطیف طور پر پیش کیا کہ وہ تمہارا بھی محسن ہے اور تمہارے ماں باپ کا بھی۔ پھر جہاں لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ میں خوف کی طرف اشارہ کیا مستقبل کے احسان کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اس قدر چھوٹی سی آیت میں اس قدر وسیع مطالب کا بیان کرنا کیسا معجزانہ کلام ہے فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ"۔ (تفسیر کبیر جلد اول۔ زیر تفسیر سورۃ البقرۃ آیت 22۔ صفحہ 208-204)

❁...... اگلی آیت (نمبر 23) کی تفسیر میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"اس آیت میں پہلی آیت کے مضمون کو مکمل کیا ہے۔ **پہلی آیت میں تو یہ بتایا تھا کہ عبادت صرف رَبّ کی اور اس رب کی جس نے تم کو پیدا کیا ہو اور تمہارے آباء کو بھی پیدا کیا ہو صحیح ہوسکتی ہے کیونکہ وہی تمہاری قوتوں کی صحیح راہنمائی کر سکتا ہے۔** اب اس آیت میں بتاتا ہے کہ آسمان و زمین بھی خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں اور ظاہر ہے کہ انسانی اعمال کا وجود ان اشیاء سے پیدا ہوتا ہے جو اس کے گرد و پیش ہیں۔ آخر انسانی عمل کس چیز کا نام ہے؟ اس کی تجارت اس کی زراعت اس کی صنعت و حرفت اس کی سیر و سیاحت یہی اعمال ہیں جو انسان بجالاتا ہے اور یہ سب امور زمین و آسمان اور ان کی تاثیرات سے پیدا ہوتے ہیں۔ پس وہی ہستی انسان کے اعمال کو صحیح راستہ پر چلا سکتی ہے جو زمین و آسمان اور ان کی تاثیرات کو پیدا کرنے والی ہے۔ دوسری کوئی ہستی اس بارہ میں کامل ہدایت نہیں دے سکتی کیونکہ وہ بوجہ ان اشیاء کی خالق نہ ہونے کے ان کی تاثیرات اور قوتوں کی پوری طرح واقف نہیں ہوسکتی۔ نہ وہ ان اشیاء کو انسان کی مدد پر لگا سکتی ہے کیونکہ اسے ان پر کوئی اختیار حاصل نہیں۔ پس فرمایا کہ اس خدا کی عبادت کرو جس نے زمین کو تمہارے لئے فراش کے طور پر بنایا ہے یعنی ایسا بنایا ہے کہ اس سے تم فائدہ اُٹھا سکتے ہو اور اس میں آرام کر سکتے ہو۔

...... فراش سے مراد اس طرح پھیلانے کے ہیں کہ اس پر آرام کیا جاسکے۔ پس زمین کو فراش کی طرح بنانے کے یہ معنے ہیں کہ اس میں انسان کے آرام کے سامان پیدا کئے گئے ہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ زمین پر ہر قسم کا تصرف انسان کے آرام کا موجب نہیں ہوتا۔ یہی زمین انسان کی ہلاکت کا موجب بھی ہو جاتی ہے۔ پس زمین کی طاقتوں سے فائدہ اُٹھانے کے لئے بھی کسی قاعدہ اور دستور کی ضرورت ہے اور وہی قاعدہ اور دستور سب سے زیادہ مناسب ہوسکتا ہے جو زمین کے پیدا کرنے والے کی طرف سے مقرر کیا جائے۔

اسی طرح آسمان کو بطور چھت کے بنایا گیا ہے یعنی حفاظت کا ذریعہ۔ سورج اور چاند اور ستاروں کی روشنیاں کس طرح ہزاروں فائدے انسان کو پہنچا رہی ہیں مگر ان کی مخالف تاثیرات بھی ہیں جو انسان کے اخلاق و عادات پر اثر ڈالتی ہیں۔ ہزاروں بیماریاں اور حادثات اجرام فلکی کے دوروں سے تعلق رکھتے ہیں۔...... غرض علاوہ اس کے کہ بارشوں، خشک سالی، کھیتوں کے پکنے یا موسمی تغیرات کا تعلق اجرام فلکی سے ہے، حوادث اور بعض غیر متعدی بیماریوں کا تعلق بھی اجرام فلکی سے ہے۔ چنانچہ میں نے یہ تجربہ کیا ہے کہ جس علاقہ میں پورا چاند گرہن ہو اس علاقہ میں اس موسم میں زچگی کی تکالیف بہت زیادہ نمایاں طور پر پیدا ہو جاتی ہیں ...... پس ان امور سے ایک عام اندازہ اس امر کا کیا جاسکتا ہے کہ زمین و آسمان مل کر سارے عالم پر مختلف اثرات ڈالتے ہیں اور اسی قسم کے بعض مشاہدات سے بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ سورج، چاند، ستارے بھی خدائی میں شریک ہیں اور ان کے خوش کرنے کے لئے کئی قسم کی عبادات بجالاتے ہیں۔ مگر یہ سب وہم ہیں جو انسان کو انسانیت سے گرا کر حیوانیت کے مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ اصل حقیقت تو ان تاثیرات میں صرف اس قدر ہے کہ انسان اس تمام کائنات کو ایک طبعی مؤثر اپنے اعمال اور قُویٰ پر سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی اعانت کا طالب ہو تاکہ اپنے علم سے کام لینے کے بعد جن باتوں کا اسے علم نہیں ان میں خدا تعالیٰ کی مدد اس کی راہنمائی کرے اور اس کی غیبی حفاظت کے سامان کرے۔ ورنہ اس قسم کے امور کو دیکھ کر اجرام فلکی کی عبادت کرنی تو ایسی ہی ہے جیسے کوئی طاعون کے کیڑوں یا ہیضہ کے کیڑوں کی عبادت شروع کر دے۔ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک کے بعض جاہل ان چیزوں کی عبادت کر بھی رہے ہیں۔ چنانچہ چیچک کی دیوی کی عبادت تو ہمارے ملک میں مشہور ہے۔ اسی وہم کی بناء پر ہمارے ملک میں چیچک کا نام نہیں لیتے بلکہ اسے ماتا یعنے ماں کہتے ہیں تاکہ وہ مزعومہ دیوی خوش ہو کر ماتا کہنے والے ماں باپ کی اولاد کو چھوڑ دے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ۔

غرض اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ زمین اور آسمان میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے آرام کے سامان پیدا کئے ہیں لیکن یہ سب سامان ظاہر نہیں۔ ان میں سے ظاہر بھی ہیں اور مخفی بھی۔ پس انسان کو اس دُنیا کے پیدا کرنے والے رب سے تعلق پیدا کرنا چاہیے تاکہ وہ ان سے صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ان کی مخفی مضرّتوں سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ انسان ساری تدبیریں کر لینے کے بعد بھی ارضی و سماوی تغیرات کے ضرروں سے کامل طور پر نہیں بچ سکتا خدا تعالیٰ ہی پوری طرح اس کی حفاظت کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے انبیاء کو دیکھو لوگ ان کے تباہ کرنے کے لئے کیسے جتن کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کی سب تدبیروں کو باطل کر دیتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے دشمنوں نے طرح طرح کے حملے کئے۔ آپؐ کو زہر دینے کی کوشش کی گئی مگر آپؐ کے ایک ساتھی تو شہید ہو گئے لیکن آپؐ جن کو زہر دینے کی اصل کوشش تھی محفوظ رہے۔ آپؐ پر خفیہ کمینوں میں بیٹھ کر حملہ کرنے کی کوشش کی گئی مگر دشمن ناکام رہا۔ علیحدگی میں آپؐ پر حملہ کرنے کی تدبیر کی گئی مگر اللہ تعالیٰ نے وہاں بھی دشمن کو نامراد رکھا۔ گھر بلا کر اوپر سے پتھر پھینکنے کا منصوبہ یہود نے کیا مگر اللہ تعالیٰ نے الہام سے خبردار کر دیا اور دشمن کو شرارت کا اقرار کرنا پڑا۔ غارِ ثور میں دشمن سر پر پہنچ کر جس طرح لوٹا آج تک دُنیا اس پر حیران ہے۔ یہ سب کچھ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کے فضلوں سے ہوُا۔ آپؐ نے اس سے تعلق جوڑا تو اس نے آپؐ سے جوڑا اور سارے عالم کو آپؐ کی خدمت میں لگا دیا۔

حضرت مسیحؑ ناصری کو جب ان کے دشمنوں نے اپنی طرف سے صلیب پر لٹکا کر مار ہی دیا تھا خدا تعالیٰ نے کس طرح ایک تاریک آندھی بھیج کر حاکم اور یہود دونوں کو مجبور کر دیا کہ وہ ان کو وقت سے پہلے صلیب پر سے اُتار لیں اور اس طرح حضرت مسیح اس ذلت کی موت سے محفوظ ہو گئے جو دشمنوں نے ان کے لئے تجویز کی تھی۔

اس زمانہ میں بانی سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ سے ایسے بیسیوں واقعات ظاہر ہوئے۔ آپؑ کو خدا تعالیٰ نے بتایا کہ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

طاعون سے آپ کا گھر محفوظ رہے گا۔ سو باوجود اس کے کہ سالہا سال تک قادیان میں طاعون پھیلتی رہی اور آپؑ کے گھر کے دائیں بائیں بھی اس سے کئی موتیں ہوئیں مگر آپؑ کے گھر میں کوئی حادثہ نہ ہوا۔ آپ کی جوانی کا ایک واقعہ ہے جس کے بعض ہندو صاحبان بھی گواہ ہیں۔ چنانچہ مسٹر جسٹس کنور سین جو جمّوں کی ریاست کے چیف جسٹس رہ چکے ہیں، ان کے والد لالہ بھیم سین بھی اس کے گواہ تھے اور انہوں نے اپنے صاحبزادے کے سامنے اس کے متعلق شہادت بھی دی ہوئی ہے ...... وہ واقعہ یوں ہے کہ آپؑ سیالکوٹ میں ایک مکان پر تھے کہ ایک معمولی سی آواز چھت میں پیدا ہوئی۔ آپؑ نے سب ساتھیوں کو جگایا جن میں لالہ بھیم سین صاحب وکیل بھی تھے اور کہا کہ فوراً نیچے اُترو مگر انہوں نے ہنسی اُڑائی اور کہا کہ آپ کو وہم ہو گیا ہے۔ مگر پھر تھوڑی دیر بعد آپ نے سب کو اُٹھا کر دوستانہ جبر سے اُترنے پر مجبور کر دیا۔ پھر ان سب سے کہا کہ پہلے تم اُترو کیونکہ یہ چھت تب تک قائم ہے جب تک میں اس پر ہوں اس لئے میں سب سے آخر میں اُتروں گا۔ جب سب دوست سیڑھیاں اُتر چکے تو پھر آپ اُترے اور جونہی آپؑ سیڑھی پر آئے چھت یکدم زمین پر آ رہی۔ یہ سب امور جو دنیا کی پیدائش سے اس وقت تک ظاہر ہوتے چلے آئے ہیں اور ظاہر ہوتے رہیں گے اس امر کا ثبوت ہیں کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا ایک وجود ہے اور اس سے تعلق پیدا کرنے سے ہی انسان کامل طور پر ہلاکت سے بچ سکتا ہے۔ اور یہی **اس آیت کا مطلب ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ زمین اور آسمان کو خدا تعالیٰ نے ہی تمہارے فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس اس سے کامل فائدہ تم اسی سے تعلق پیدا کر کے حاصل کر سکتے ہو اور نقصانات سے بھی تم اسی سے تعلق پیدا کر کے محفوظ ہو سکتے ہو۔**

یاد رہے کہ اس فائدہ سے وہ ظالمانہ فائدہ مُراد نہیں جو ظالم بادشاہ اور جابر رؤسا اُٹھاتے ہیں کیونکہ وہ فائدہ اُٹھانا نہیں بلکہ لعنت مول لینا ہے۔ پس خدا رسیدہ لوگوں کی زندگی کے مقابلہ پر ظالم بادشاہوں اور ڈکٹیٹروں کے حالات رکھ کر مقابلہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ انہوں نے عزت نہیں بلکہ ذلت حاصل کی تھی۔

یاد رہے کہ اس آیت میں سماء سے مُراد بلندی ہے نہ کہ کوئی ٹھوس دائرہ جیسا کہ عوام الناس کا خیال ہے۔ اور اس بلندی سے مراد وہ تمام فضاء ہے جس میں ستارے اور سیّارے پائے جاتے ہیں۔ اور چھت بنانے سے یہ مُراد ہے کہ بلندی کو حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے۔ حفاظت کے لئے چھت کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ چھت بھی بہت سی تکالیف سے حفاظت کا ذریعہ ہوتی ہے اور یہ ایک محاورہ ہے۔

'بلندی کو حفاظت کا ذریعہ بنایا' سے یہ مطلب ہے کہ انسان کی زندگی کے قیام کے لئے جن اشیاء کی ضرورت ہے وہ بلندی سے تعلق رکھتی ہیں۔ پانی بھی بلندی سے برستا ہے۔ ہوا بھی اوپر ہے۔ اسی طرح سورج چاند وغیرہ ہیں اور انہی اشیاء سے وہ سب چیزیں تیار ہوتی ہیں جن سے انسان زندہ رہتا ہے۔ روحانیات میں بھی انسان اوپر کا محتاج ہے۔ ...... اس امر کو بیان کر دینے کے بعد کہ زمین و آسمان اور ان کے پیدا کردہ تغیرات جیسے بادل وغیرہ کا آنا سب اللہ تعالیٰ ہی کے بنائے ہوئے ہیں فرماتا ہے کہ جب دُنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کی بنائی ہوئی ہے تو تم کو سمجھ لینا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی ند نہیں ہے۔ یعنی ایسا کوئی وجود نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کا ذات اور صفات میں شریک ہو اور اس کے برابر ہو ...... اور جب **تمام نظامِ عالم ایک قانون کے ماتحت نظر آتا ہے اور کوئی بات بھی اس پر دلالت نہیں کرتی کہ اس کا کوئی حصہ کسی نے پیدا کیا ہے اور کوئی کسی اور نے تو پھر خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کے معنے ہی کیا ہوئے۔ پس تم کو چاہیے کہ ایک خدا کی پرستش کرو اور اس کے فضلوں سے فائدہ اُٹھاؤ اور اس کے سوا دوسروں کی عبادت کر کے اپنے مستقبل اور حاضر کو خراب نہ کرو۔**

وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ نظامِ عالم میں یکسوئی ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس سے کوئی عقلمند شخص بھی ناواقف نہیں ہو سکتا اور سب کو اس کا علم اور اقرار ہے کہ کل کائنات ایک قانون کے مطابق چلی رہی ہے۔ پس اس امر کو جانتے بوجھتے ہوئے شرک میں مبتلا نہ ہو بلکہ اس علم سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے توحید پر قائم ہو جاؤ......۔

اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ مادی دُنیا کی تکمیل بھی زمینی اور آسمانی قوتوں کے ملنے سے ہوتی ہے۔ زمین پر پانی کو لوگ خراب کر دیتے ہیں تو آسمان سے نیا پانی آ کر مصفّٰی پانی مہیا کر دیتا ہے۔ ہوا جیسی مصفی چیز کو جب انسان سانس سے گندہ کر دیتا ہے تو وہ اوپر جا کر پھر پاک ہو جاتی ہے۔ آنکھ مفید ہے مگر آسمان یعنی سورج کی روشنی کے بغیر وہ کس کام کی۔ غرض اگر زمین انسان کے لئے بچھونا ہے تو آسمان چھت کا کام دیتا ہے۔ اسی طرح روحانی دُنیا کا حال ہے۔ انسان کے اندر بیشک عقل موجود ہے مگر عقل کا وجود آنکھ کی طرح ہے جب تک روحانی سورج کی روشنی یعنی الہام اس کے ساتھ نہ ملے وہ صحیح طور پر کام نہیں کر سکتی۔ فطرتی تقاضے بیشک نہایت پاک ہیں لیکن دنیوی لالچوں سے مل کر وہ گندے ہو جاتے ہیں اور الہام کے آسمانی پانی کے ذریعہ سے ہی پاک ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے تعلق کے بغیر انسان کامیاب زندگی کسی صورت میں بسر نہیں کر سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مادی زندگی کو زمین اور آسمان دو حصوں کے ساتھ متعلق کر کے رُوحانی عالم کی طرف راہنمائی کی ہے اور بتایا ہے کہ روحانی امور میں بھی صرف زمینی سامانوں پر کفایت نہ کر لینا اور اپنی عقل اور اپنی فطرت کو ہی اپنے لئے کافی نہ سمجھ لینا کہ جس طرح مادی دنیا آسمانی امداد کی محتاج ہے روحانی دنیا بھی آسمانی امداد کی ہر وقت محتاج ہے۔ جس طرح مادی دنیا میں زمین کے اوپر آسمان ہے اسی طرح روحانی دُنیا میں انسانی دل اور دماغ زمین ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فیوض و ہدایات آسمان ہیں۔ یہ دونوں مل کر ہی روحانی دنیا کو کامل کرتے ہیں۔ ان کے ملے بغیر وہ دنیا نامکمل اور بے فائدہ ہو جاتی ہے۔

وَاَخۡرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا میں اسی مضمون کی مزید تشریح کی ہے اور بتایا ہے کہ زمین میں قوتِ نمو موجود ہے مگر کیا آسمانی پانی کے بغیر وہ پھل پیدا کر سکتی ہے۔ پھر تم کس طرح خیال کرتے ہو کہ تمہارے دماغ خواہ کیسے ہی زرخیز کیوں نہ ہوں اور کیسی ہی نمو کی قابلیت کیوں نہ رکھتے ہوں وہ خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر اچھے پھل دینے لگیں گے۔ جس طرح بارش بند ہو جائے تو زمین کے پانی بھی خراب ہو جاتے ہیں اور زمین اچھے پھل دینے سے قاصر ہو جاتی ہے اسی طرح الہام الٰہی نہ آئے جو خدا تعالیٰ کی عبادت کا نتیجہ ہے تو انسانی دماغ بھی پاکیزہ خیالات پیدا کرنے سے جو روحانی ثمرہ ہوتے ہیں قاصر رہ جاتے ہیں۔ پس یہ دعوے نہ کرو کہ ہم اپنی عقلوں سے اپنے لئے ہدایت نامے تجویز کر سکتے ہیں اور کریں گے۔

اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو تم کو ادنیٰ حالت سے ترقی دے کر اعلیٰ تک پہنچایا اور تم اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ کو اس کے مقام سے نیچے گراتے ہو اور اس کے اَنۡدَاد تجویز کرتے ہو۔ جن کو اَنۡدَاد بناتے ہو وہ نہایت معمولی ہستیاں ہیں۔ پس تم دوسرے لفظوں میں یہ کہتے ہو کہ اللہ بھی ایسا ہی ہے۔ ہم نے تو تم کو مخلوقات میں لاشریک بنا دیا، زمین آسمان کو تمہاری خدمت میں لگا دیا مگر تم نے ہم کو جو فی الحقیقت لاشریک تھے باشریک بنا دیا۔ کیسے جاہل اور اندھے اور قابلِ افسوس ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے ان احسانات کے ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ خدا نے انسان کو نہیں بنایا بلکہ انسان نے خدا کو بنایا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا وجود کوئی نہیں انسان نے اپنی عقل سے ایک ایسا وجود گھڑ لیا ہے۔ یہ لوگ فلسفی کہلاتے ہیں حالانکہ ان سے زیادہ جاہل اس دنیا کے پردہ پر کوئی نہیں مل سکتا''۔

(تفسیر کبیر جلد اوّل۔ زیر تفسیر سورۃ البقرہ آیت 23۔ صفحہ 210-214)

(باقی آئندہ)

بقیہ رپورٹ دورۂ ہالینڈ از صفحہ نمبر 2

آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور جب ایسا زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے ایک ریفارمر کو مبعوث فرمائے گا اور وہ مسیحؑ اور مہدیؑ ہو گا۔

ہمارا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اس آنے والے مسیح اور مہدی کا ظہور ہو چکا ہے اور جس مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے آنا تھا وہ آ چکا ہے اور ہمارے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی وہ امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسیح اور مہدیؑ کی آمد کے بارہ میں جو بہت سے نشانات بیان فرمائے ان میں سے ایک نشان رمضان کے مہینہ کی مخصوص تاریخوں میں سورج اور چاند کو گرہن لگنے کا نشان تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مہدی کی صداقت کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی صداقت کے لئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ مہدیؑ کی بعثت کے وقت رمضان میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ یعنی تیرہ رمضان کو چاند گرہن لگے گا اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن لگے گا اور یہ دو نشان اس رنگ میں پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ تمام مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ جب امام مہدیؑ مبعوث ہوں گے تو آپؑ کی صداقت کے لئے یہ نشان پورے ہوں گے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بعد 1894ء میں دنیا کے مشرقی حصّہ میں اور اگلے سال 1895ء میں دنیا کے مغربی حصّہ میں ان مخصوص تاریخوں میں چاند اور سورج کو گرہن لگا۔

حضور انور نے فرمایا: یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اور رمضان کے مہینہ میں ان معین تاریخوں میں گرہن لگا۔ اس پیشگوئی کے علاوہ اور بھی بہت سی پیشگوئیاں پوری ہو گئیں۔ لیکن اس کے باوجود دوسرے مسلمانوں نے آپ کو قبول نہیں کیا۔ ہم نے اس آنے والے مسیح و مہدی علیہ السلام کو قبول کیا۔

1974ء میں پاکستان میں بھٹو کی حکومت میں سب جماعتوں نے مل کر ہمیں غیر مسلم قرار دیا۔ اس کے بعد 1984ء میں ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس بنایا اور بڑے سخت قوانین بنائے کہ ہم اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے، اپنے بچوں کے اسلامی نام نہیں رکھ سکتے، مسلمانوں کی طرح عبادت نہیں کر سکتے، تبلیغ نہیں کر سکتے اور کوئی ایسا کام نہیں کر سکتے جس سے ہمارے مسلمان ہونے کا اظہار ہوتا ہو۔ جب یہ پابندیاں لگیں تب مجھ سے پہلے خلیفہ نے پاکستان سے ہجرت کی۔ خلیفۃ المسیح کے جو یہ فرائض ہیں کہ وہ اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم پھیلائے اور اشاعت اسلام کا فریضہ ادا ہو پاکستان میں رہ کر یہ ذمّہ داری ادا نہیں ہو سکتی تھی اس لئے یہ ملک چھوڑنا پڑا۔

❁ ...... ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور لوگ اسلام کی اصل تعلیمات کو بھلا دیں گے۔ جب ایسا زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے مسیح موعود اور امام مہدیؑ کو مبعوث فرمائے گا اور آنے والا مسیح پھر سے لوگوں کو حقیقی اسلامی تعلیم سے آگاہ کرے گا اور وہ غلط عقائد جو دین کی دُوری کی وجہ سے مسلمانوں میں پیدا ہو چکے ہیں ان کی اصلاح فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آ کر اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم پھیلائی اور بگڑے ہوئے عقائد کی اصلاح کی۔ ہم نے آپؑ کو قبول کیا اور آج ہم ہیں جو اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہیں اور ساری دنیا میں اس تعلیم کو پھیلا رہے ہیں اور اس تعلیم کو پھیلانے کے ساتھ ساتھ خدمت انسانیت کے کام بھی کر رہے ہیں۔ ہم نے غریب ممالک میں سکول، ہسپتال کھولے ہیں اور خدمت خلق کے دوسرے بہت سے پراجیکٹ بھی جاری ہیں۔

حضور انور نے فرمایا ان سب کاموں کے علاوہ میری اور بھی بہت سی ذمّہ داریاں ہیں۔ ہزاروں لوگ روزانہ مجھے دعا کے لئے لکھتے ہیں اور بہت سے اپنے مسائل کا حل چاہتے ہیں چنانچہ میں ان کی رہنمائی کرتا ہوں۔ بہت سے طلباء اپنی تعلیم کے لئے رہنمائی چاہتے ہیں کہ اپنے لئے کونسا مضمون منتخب کریں، کونسا فیلڈ اختیار کریں تو ان کو گائیڈ کرتا ہوں۔ پھر بعض طلباء تعلیمی مدد کی درخواست کرتے ہیں ان کی فیس ہم ادا کرتے ہیں۔

❁ ...... ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ یہ بات درست ہے کہ اسلام کا پیغام پہنچانے میں بہت سی مشکلات ہیں۔ لیکن ہمارا یہ عزم ہے کہ ہم نے ہر صورت میں، ہر مشکل کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلام کا پیغام پہنچانا ہے اور رکنا نہیں ہے۔ جو اچھی بات ہے لوگ اس کو سنیں گے اور قبول کریں گے۔ سچائی کا اثر ہوتا ہے۔ بعض لوگ پیغام سنتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ صحیح پیغام ہے لیکن اپنے ذاتی مفاد کی وجہ سے قبول نہیں کرتے۔

❁ ...... ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا اپنا کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ ہمارا مذہب اسلام ہی ہے۔ ایک ہی نبی ہے۔ ایک ہی قرآن ہے۔ ہمارا کوئی نیا اسلام نہیں ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کے مطابق جو سب سے اعلیٰ جہاد ہے وہ اپنے نفوس میں تبدیلی کا جہاد ہے۔ اپنے نفوس کو پاک کرنا ہے اور پھر اسلام کی حقیقی اور سچّی تعلیم اور محبت اور امن کا پیغام پھیلانا ہے۔ باقی جو تلوار کا جہاد ہے تو یہ آخری درجہ کا جہاد ہے اور اس کے لئے بھی بہت سی شرائط ہیں۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ پہلے آپ کے خلاف تلوار اٹھائی جائے اور آپ پر جنگ ٹھونسی جائے تو تب اپنا دفاع کیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم مکّہ میں دس سال رہے اور اپنا کوئی دفاع نہ کیا۔ پھر آپؐ نے مدینہ ہجرت کی۔ تو

جب مکّہ سے مخالف فوجوں نے مدینہ پر حملہ کیا تو تب آپؐ کو اپنے دفاع کی اجازت دی گئی۔ اور دفاع کی اجازت دیتے ہوئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ: ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے، قتال کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے اور اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

مسلمانوں کو اب اگر اپنے دفاع کی اجازت نہ دی جاتی تو پھر راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی گرادی جاتیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے دفاع کی جو اجازت دی وہ اس لئے دی تا کہ سب مذاہب اور ان کی عبادتگاہوں کی حفاظت ہو۔ پس اس اجازت میں یہ حکم تھا کہ اگر اپنے مذہب کو بچانا ہے اور مذہبی آزادی کو اور مذہبی عبادتگاہوں کو بچانا ہے تو پھر اپنا دفاع کرو۔ اور اگر تم اپنا دفاع کرو گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم تمام مذاہب کا دفاع کرو گے۔

❁...... ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: اسلام دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے۔ یہ اسلام پر الزام ہے۔ چند گروہ انتہا پسند ہیں جنہوں نے اپنی حرکتوں سے اسلام کا نام بدنام کیا ہوا ہے۔ یہ کوئی جہاد نہیں ہے کہ صرف لوگوں کو مارا جائے اور قتل کیا جائے۔ ہم مسلسل دنیا میں اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم اور امن و سلامتی کا پیغام پہنچا رہے ہیں اور رواداری اور بھائی چارہ کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔

❁...... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ احمدی خاندانوں سے ملتے ہیں تو کیا اُن کو آپ کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: اصل میں ایک Two way Love ہے۔ ایک احمدی جب اپنے کسی پیارے سے ملتا ہے تو بہت خوشی محسوس کرتا ہے اور خلیفۂ وقت بھی جب اپنے پیاروں سے ملتا ہے تو خوشی محسوس کرتا ہے۔

❁...... سیرین ریفیوجی کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: شام سے جو ریفیوجی یورپین ممالک میں آرہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جو بھی اپنے حقوق سے محروم کیا گیا ہے اس کی مدد کی جائے تا کہ وہ اپنی زندگی گزار سکے۔ خواہ لوکل حکومتیں ہوں، دوسرے ادارے ہوں یا مرکزی حکومت ہو۔ ضرورتمندوں کی مدد کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس مسئلہ کا اصل حل یہ ہے کہ ان ممالک میں لڑائی ختم کرواؤ اور ان ملکوں میں امن ہو تو پھر یہ مہاجرین واپس اپنے ملکوں میں جائیں اور وہاں ان کو رہنے میں اور ان کو اسٹیبلش کرنے میں ان کی مدد کی جائے۔

گیارہ بج کر تیس منٹ پر یہ انٹرویو ختم ہوا۔ آخر پر انٹرویو لینے والی ٹیم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

یہ انٹرویو جہاں ریڈیو RTV Nunspeet سے Live نشر ہو رہا تھا وہاں KPN کے ذریعہ سارے ہالینڈ میں اور Webstream کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر ہو رہا تھا۔ برطانیہ اور پاکستان سے بعض لوگوں کے پیغامات آئے کہ انہوں نے یہ انٹرویو Live سنا ہے۔

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

....

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر میں مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ مکرم عابد وحید خان صاحب انچارج پریس اینڈ میڈیا سیل نے حضور انور سے دفتری ملاقات کی سعادت پائی۔

سوا ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النور میں تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق پانچ بج کر 20 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔

....

TV Gelderlaand کے جرنلسٹ کو انٹرویو

ریجنل TV سٹیشن TV Gelderlaand کے جرنلسٹ اور کیمرہ مین اپنی ٹیم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کے لئے آئے ہوئے تھے اور حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔

حضور انور کے استفسار پر جرنلسٹ نے بتایا کہ اس صوبے میں دو ملین لوگ ہیں اور ہمارا یہ TV سٹیشن اس صوبے کے لئے BBC کی اہمیت رکھتا ہے۔

☆ جرنلسٹ نے پہلا سوال یہ کیا کہ حضور انور کا یہاں Nunspeet میں قیام کیسا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ یہاں بہت اچھا قیام ہے۔ مَیں پہلے بھی کئی دفعہ یہاں آیا ہوں اور مَیں یہاں قیام کرنے کو پسند کرتا ہوں۔ بہت خوبصورت جگہ ہے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ نن سپیٹ کی جماعت احمدیہ کے لئے کیا اہمیت ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعت ہالینڈ کا ایک سینٹر ہیگ (Den Hagg) میں تھا۔ جماعت اپنی ضروریات کے لئے ایک بڑی جگہ چاہتی تھی تو اس وقت جگہ تلاش کی گئی اور یہ جگہ پسند آئی۔ شہر سے باہر تھی اور سستی تھی اور کھلی وسیع جگہ تھی۔ ہماری ضرورت کے مطابق تھی۔ ہم نے خرید لی۔ یہ علاقہ بڑا خوبصورت ہے۔ مجھ سے پہلے خلیفہ بھی اس جگہ کو بہت پسند کرتے تھے۔ جب یہ جگہ خریدی گئی اس وقت کمیونٹی بڑی نہیں تھی۔ اب اللہ کے فضل سے تعداد بڑھ چکی ہے۔ یہاں جماعت کے سارے فنکشن اور پروگرام ہوتے ہیں۔ یہاں کے مقامی لوگ محبت کرنے والے ہیں۔ اس لئے اس جگہ کو ہم پسند کرتے ہیں۔

☆ جرنلسٹ نے ایک سوال یہ کیا کہ احمدیہ کمیونٹی نے سب سے پہلے ہالینڈ میں مسجد بنائی۔ اس مسجد کو بنے ہوئے بہت عرصہ ہوگیا ہے۔ اس عرصہ میں اسلام کے بارہ میں لوگوں کی آراء تبدیل ہوئی ہیں۔ اس بارہ میں حضور کا تبصرہ کیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ جب ہماری پہلی مسجد ہیگ میں بنی تھی اس وقت لوگوں میں مذہب کی طرف رجحان تھا۔ اب وہ نہیں رہا اور مذہب کی طرف رجحان کم ہوا ہے۔ اور دہریت کی طرف زیادہ رجحان ہے۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ اسلام کے بارہ میں لوگوں کی رائے تبدیل ہوئی ہے اور لوگ اسلام کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اور دوسری وجہ مسلمانوں کا عمل ہے جس نے اسلام کو بُرے رنگ میں پیش کیا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے انتہا پسندی اور دہشتگردی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ اس وقت دنیا میں جو بھی مسائل ہیں وہ مسلمانوں کی وجہ سے ہیں۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔ اسلام تو امن، صلح آشتی کا مذہب ہے اور امن کی تعلیم ہی دیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ سب کچھ دیکھ کر میرا ایمان مضبوط ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ اسلام پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا، لوگ اسلام کی تعلیمات کو بھلا بیٹھیں گے تب ایک ریفارمر مسیح ومہدی آئے گا اور اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیمات کو دنیا میں پھیلائے گا۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ آچکا ہے اور آپؑ کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہوئی اور آپؑ نے اسلام کی سچّی اور حقیقی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ اور وہ غلط عقائد جو دین سے دُوری کی وجہ سے مسلمانوں میں پیدا ہو چکے تھے ان کی اصلاح فرمائی۔ آج بھی مسلمان قرآن کریم کی غلط تشریحات کرتے ہیں اور آج ہم دنیا میں اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم کو پھیلا رہے ہیں۔ ہم گزشتہ 125 سال سے یہ کام کر رہے ہیں اور ہر سال لاکھوں لوگ احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ صرف اس سال پانچ لاکھ ساٹھ ہزار سے زائد لوگ احمدیت میں داخل ہوئے۔ افریقہ سے زیادہ تعداد میں لوگ شامل ہوئے۔ فار ایسٹ، ایشیا، یورپ، عرب ممالک اور دیگر ممالک سے بھی لوگ احمدیت میں داخل ہوئے اور ہر سال داخل ہو رہے ہیں۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کیا آپ کی کمیونٹی Fast Growing کمیونٹی ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہم ایک آرگنائزڈ فاسٹ گروئنگ کمیونٹی ہیں۔ ایک لیڈرشپ، ایک بینر، ایک سلوگن کے تحت جماعت احمدیہ واحد ایسی کمیونٹی ہے جس کے بارہ میں کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ تیزی سے بڑھنے والی کمیونٹی ہے۔

☆ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہم مسلم ممالک میں کُھل کر اپنا اظہار نہیں کر سکتے۔ عرب لوگ ہم کو پسند نہیں کرتے۔ ہم ان کی جہاد کی تشریح کے خلاف ہیں۔ ان کا جہاد کا جو تصوّر ہے ہم اس کے خلاف ہیں۔ اصل جہاد جو سب سے افضل جہاد ہے وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو ریفارم کرو اور اپنے نفوس کی اصلاح کرو اور اسلام کی حقیقی تعلیم، امن اور صلح کی تعلیم ہر ایک تک پہنچاؤ۔ اسلام کا پیغام پہنچاؤ۔

ہاں صرف اُس وقت تلوار کے جہاد کی اجازت اللہ تعالیٰ نے دی جب تمہارا دشمن تم پر حملہ آور ہو اور تم اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کر دیئے جاؤ اور اپنے دفاع پر مجبور کر دیئے جاؤ۔ تو تب تلوار کا جہاد ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت دنیا میں کوئی حکومت کسی مسلمان ملک کے خلاف ایسی لڑائی نہیں لڑ رہی کہ اسلام کا پیغام نہ پھیلے، کوئی بھی لڑائی مذہب کے خلاف نہیں ہے۔ آج اسلام کے خلاف ساری دنیا میں کوئی ہتھیار استعمال نہیں ہو رہا۔

آج جنگی ہتھیار کی بجائے اسلام کے خلاف لٹریچر کے ذریعہ پراپیگنڈہ ہو رہا ہے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ اسلام پر حملہ ہو رہا ہے۔ تو اس کا جواب بھی لٹریچر کے ذریعہ اور میڈیا کے ذریعہ پہنچنا چاہئے۔ اور ہمیں یہی تعلیم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے اور آپؑ نے بتایا ہے کہ اس زمانہ میں قلم کا جہاد ہے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ نوجوان مسلمان ہمارے اس صوبے سے بھی اور یورپ کے دوسرے ممالک اور علاقوں سے بھی ISIS میں شامل ہونے کے لئے سیریا وغیرہ جا رہے ہیں۔ آپ کی اس بارہ میں کیا رائے ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ جس طرح اب مسلمان ایک دوسرے کو مار رہے ہیں اور ایک دوسرے کی گردنیں اُڑا رہے ہیں اسی طرح گزشتہ صدیوں میں عیسائیوں نے بھی آپس میں ایک دوسرے فرقوں کو قتل کیا تھا اور ان کی آپس میں لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ آج یہ ایک دوسرے کو مارنے والے، قتل و غارت کرنے والے مسلمان کس طرح اپنے اس ظالمانہ فعل کو جائز اور اسلامی تعلیم کے مطابق قرار دیتے ہیں۔ ان کے اس فعل کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے تو یہ فرمایا تھا کہ جو کلمہ طیّبہ "لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ" پڑھے وہ مسلمان ہے، تم اس کے خلاف تلوار نہ اٹھاؤ۔ پس یہ جو مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے خلاف لڑائی کر رہے ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم کے خلاف ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کوئی احمدی جو سچّا اور حقیقی احمدی ہے ایسے جہاد کے بارہ میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ ایک احمدی کے نزدیک اصل جہاد یہ ہے کہ اپنے آپ کو ریفارم کیا جائے اور اپنے نفوس کی اصلاح کی جائے اور اسلام کا حقیقی پیغام، اسلام کی اصل تعلیم دنیا تک پہنچائی جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ جو لوگ یہاں سے، یورپ کے ممالک سے جاکر ISIS سے مل رہے ہیں وہ حالات سے تنگ (Frustrated) لوگ ہیں۔

اکنامک کرائسز 2008ء میں آیا تھا۔ کروڑوں لوگ بیروزگار ہوئے۔ اس اکنامک کرائسز کے بعد دہشتگردی بڑھی ہے اور اس کا فائدہ دہشتگرد تنظیموں نے اٹھایا ہے اور بیروزگار نوجوانوں کا برین واش کیا ہے۔ جو نوجوان مالی لحاظ سے تنگ تھے ان کو پیسوں کا لالچ دیا گیا ہے۔ ان کو کہا جاتا ہے کہ تمہاری حکومت تمہارے ساتھ ظلم کر رہی ہے۔ اس طرح باتیں کر کے لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یوکے کی صورتحال مَیں جانتا ہوں۔ وہاں جو مہاجرین ہیں وہ دوسروں سے زیادہ بینیفٹس لے رہے ہیں۔ برطانیہ کے مقامی باشندوں کی نسبت زیادہ فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی لڑائی کرنی ہوتی تو برٹش مسلمانوں کے خلاف کرتے کہ ہم تو بیروزگار ہیں اور تم سارے بینیفٹس حاصل کر رہے ہو۔ لیکن یہاں صورتحال اُلٹ ہے اور بعض امیگرینٹس نوجوان دہشتگرد تنظیموں سے مل رہے ہیں۔

☆ جرنلسٹ نے ایک سوال یہ کیا کہ کیا بحیثیت ایک مسلمان آپ پر دہشتگردی کا اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ دہشتگردی کا الزام مسلمانوں پر ہی لگتا ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں تو ڈبل خطرہ ہے۔ ایک تو مسلمان ہمارے خلاف ہیں۔ دوسرے جو اسلام کے مخالف ہیں وہ بھی ہمارے خلاف ہیں۔ اسلام کے مخالف لوگ عدم علم کی وجہ سے ہمیں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں۔ ان کو فرق کا احساس نہیں ہے۔

☆ جرنلسٹ کے اس سوال کے جواب میں کہ آپ کے لئے اس صورتحال میں اسلام کا دفاع کرنا ایک مشکل کام لگتا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم کوشش کرتے ہیں اور مختلف طریقوں اور پروگراموں کے ذریعہ اپنا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارا لٹریچر پڑھو، ہمارا بروشر پڑھو تو لوگ ہماری بات سنتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ آہستہ آہستہ لوگوں میں فرق پڑ رہا ہے اور لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہیں جو امن کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ اگرچہ یہ کام مشکل ہے لیکن ایک دن انشاءاللہ ہم ان کے دل جیت لیں گے۔

☆ جرنلسٹ نے ایک سوال یہ کیا کہ دہشتگردی کے خطرے کا رسپانس حکومت کو کس طرح کرنا چاہئے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ مانیٹر کرنا، نگرانی کرنا ضروری ہے۔ جو لوگ انتہا پسندی کی طرف جارہے ہیں ان کی فیملیز بھی زیرنظر ہونی چاہئیں۔ یہ دیکھیں کہ وہ کس طرح کا رویّہ رکھتی ہیں۔ کیا ان لوگوں کے اپنی فیملیز کے ساتھ رابطے ہیں؟

فرمایا کہ اب یہ صورتحال بھی سامنے آرہی ہے کہ یہ دہشتگرد گروپس اُن یورپین لوگوں کو جو اُن کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ تم اپنے ملک میں ہی رہو، ہم آپ کو گائیڈ کریں گے کہ کیا کرنا ہے، بم کیسے بنانا ہے، اٹیک کیسے کرنا ہے، Cyber Attack کیسے کرنا ہے۔ اب کمپیوٹر کے ذریعہ نئی ٹیکنالوجی استعمال کررہے ہیں۔ سائبر اٹیک کے ذریعہ اکانومی کی تباہی کا خطرہ ہے۔

☆ سیریا کے موجودہ حالات اور صورتحال کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اب رشیا، سیریا کی حکومت کی مدد کر رہا ہے اور فضائی حملہ بھی کیا ہے۔ اور رشین کہتے ہیں کہ وہ حکومت کے مخالف گروپس، رائبلز، ISIS اور داعش پر حملے کررہے ہیں اور اب اس بات کا امکان ہے کہ زمینی فوج بھی بھیجیں۔ دوسری طرف امریکہ اپنا انٹریسٹ اس ریجن میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ امریکہ کے مفادات اس ریجن سے وابستہ ہیں۔ اب فرانس میں ایک میٹنگ ہوئی ہے۔ یورپین ممالک کے وہاں نمائندے تھے اور یہ بات ہوئی کہ اب صدر سیریا کی مدد کرکے حالات تبدیل کریں گے تو اب ان ممالک کی پالیسی سیریا کے بارہ میں تبدیل ہوئی ہے۔

اب تیسری عالمی جنگ کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔ اب صرف ISIS اور داعش کا معاملہ نہیں بلکہ پوری دنیا میں جنگ کا خطرہ ہے۔ بڑی طاقتوں کے مختلف بلاکس بن رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں کئی سالوں سے خبردار کررہا ہوں کہ یہ نہ سوچو کہ کولڈ وار (Cold War) کے بعد سب کچھ ٹھیک ہوگیا۔ ٹھیک نہیں ہوا۔ اب جس طرف جارہے ہیں کسی وقت بھی عالمی جنگ کی چنگاری بھڑک سکتی ہے۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ یہاں سیریا سے ریفیوجیز آرہے ہیں اور کرسچیئن کمیونٹی ان کی مدد کررہی ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عیسائی ہمدردی کررہے ہیں تو کریں، بڑی اچھی بات ہے۔ اگر اصل ریفیوجیز ہیں تو ضرور مدد کرنی چاہئے۔ لیکن ساتھ دہشتگردی کا خطرہ بھی ہے۔ ISIS کے ایک نمائندہ نے کہا ہے کہ ہر پچاس افراد پر ہمارا ایک ISIS ممبر ہے جو آرہا ہے۔ تو اس طرح آپ کتنے ISIS ممبرز حاصل کرلیں گے۔ یہ آپ کے لئے الارمنگ صورتحال ہے۔ اس پر جرنلسٹ نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ بہت سے ایسے لوگ آئے ہیں۔

☆ حضور انور نے فرمایا کہ ان ریفیوجیز کو ایک جگہ رکھیں تاکہ نگرانی رہے۔ ان کی ضروریات رہائش، خوراک کا خیال رکھیں لیکن ان کی آبزرویشن ہونی چاہئے۔

دوسرے یہ بات ضروری ہے کہ سیریا کے حالات بہتر کریں تاکہ یہ لوگ واپس اپنے ممالک میں جائیں۔ پھر وہاں ان کی مدد کریں، ان کو اسٹیبلش کرنے اور اپنے قدموں پر کھڑا کرنے میں ان کی مدد کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب دیکھیں جاپان نے کہا ہے کہ وہ ان سیرین لوگوں کی مدد کریں گے یہ جہاں بھی رہیں گے لیکن ان کو جاپان نہیں آنے دیں گے۔ جاپان ان کی مدد کے لئے بلینز ڈالرز دے رہا ہے۔

☆ حضور انور نے فرمایا کہ سعودی عرب، گلف کے ممالک اور اس ریجن کے مسلمان ممالک یہ سیریا کے ہمسائے ممالک ہیں اور امیر ملک ہیں۔ ان کا کام ہے کہ سیریا کی مدد کریں اور ان کا فرض بنتا ہے کہ مہاجرین کو سیٹل کرنے میں مدد کریں۔

☆ جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کل آپ نے پارلیمنٹ میں جانا ہے تو کل کے لئے آپ کا کیا پیغام ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جواب تک کہا ہے وہی پیغام ہے۔ اسلام کی سچّی اور حقیقی تعلیمات کا پیغام ہے۔ امن کا پیغام ہے۔ یہاں بعض سیاستدان ہیں جو کہتے ہیں کہ اسلام شدّت پسند مذہب ہے۔ مَیں اس بارہ میں بتاؤں گا کہ قرآن کریم کی تعلیمات کیا ہیں اور شاید اس حوالہ سے کچھ آیات بھی Quote کروں۔

☆ W. Gieret Gilder کے حوالہ سے جرنلسٹ نے سوال کیا کہ وہ اسلام کے خلاف بولتا ہے۔ کیا اس کی باتوں سے آپ کو کوئی خوف آتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہم کو کوئی خوف نہیں آتا۔ ہر ایک کا حق ہے کہ وہ بولے، بات کرے لیکن یہ حق نہیں ہے کہ جو مَیں کہتا ہوں جو میرا ایمان اور میرا عقیدہ ہے وہ اس کو مجھ سے بہتر سمجھتا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عربی زبان بہت وسیع زبان ہے اور قرآن کریم کی مختلف آیات کے کئی مفاہیم ہیں جو صرف عربی زبان جاننے والا، عربی زبان سے واقفیت رکھنے والا ہی سمجھ سکتا ہے۔ دوسرے کو یہ معانی سمجھ نہیں آسکتے۔ مَیں عربی زبان سے واقفیت رکھتا ہوں اور قرآن کریم کا علم رکھتا ہوں۔ Gilder نے پتہ نہیں قرآن کریم پڑھا بھی ہے یا نہیں۔ بہرحال عربی زبان میں تو نہیں پڑھا ہوگا۔

☆ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: انہی لوگوں میں سے بعض لوگ ہمارا دفاع کررہے ہیں۔ برطانیہ میں ایک جرنلسٹ Edwest نے اخبار "Evening Standard" میں ایک آرٹیکل لکھا جس کا عنوان تھا ''ہمارا خلیفہ لندن میں ہے اور صرف اچھا کام کررہا ہے۔ ہم اس خلیفہ کو کیوں نہ Follow کریں''۔ جماعت کے جلسہ میں 35 ہزار لوگ اکٹھے ہوئے اور صرف امن، رواداری اور بھائی چارہ کی باتیں ہوئیں اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوا۔

اخبار نے لکھا کہ جماعت کی مسجد، سینٹر کا ایک حصہ جل گیا۔ ہم سب برٹش قوم کو اس کی دوبارہ تعمیر میں مدد کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ مخالفت کرتے ہیں ہم ان سے کیوں پریشان ہوں۔ ان مخالفین میں سے بھی بعض لوگ ہمارے دفاع کے لئے بھی کھڑے ہو رہے ہیں۔

☆ انٹرویو کے آخر پر حضور انور نے جرنلسٹ سے ازراہ شفقت فرمایا کہ مَیں نہیں سمجھتا کہ یہ انٹرویو تھا۔ یہ ایک میٹنگ تھی۔ اس پر جرنلسٹ نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ حضور انور کی یہ بات میرے لئے عزّت افزائی کا باعث ہے۔

بعد ازاں جرنلسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

فیملی ملاقاتیں

بعد ازاں پروگرام کے مطابق چھ بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ 35 فیملیز کے 168/افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان میں سے ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز نن سپیٹ کے علاوہ دوسری جماعتوں Den Haag, Zwolle, Zottermeer اور Utrecut کی جماعتوں سے آئی تھیں۔

آج اپنے پیارے آقا سے ملاقات کرنے والی یہ سبھی فیملیز وہ تھیں جو گزشتہ دو سالوں میں پاکستان سے ہالینڈ پہنچی تھیں اور ان میں سے بعض بڑی سخت تکالیف اور مصائب اٹھا کر یہاں پہنچی تھیں۔ آج ان کی زندگی میں پیارے آقا کے ساتھ ان کی پہلی ملاقات تھی۔ ہر ایک جذبات سے بھرا ہوا تھا۔ یہ فیملیز ملاقات کرکے جب باہر آتیں تو اکثر کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوتیں۔ ایک فیملی کہنے لگی کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ آج ہمیں زندگی میں پہلی بار اپنے پیارے آقا کے قرب کی چند گھڑیاں نصیب ہوئیں۔ ہم نے اپنے آقا کو قریب سے دیکھا اور باتیں کیں۔ بعض دوست کہنے لگے کہ ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ ہم اپنی ملاقات کا احوال بیان کرسکیں۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ جونہی مَیں ملاقات کے کمرہ میں داخل ہوا اور پیارے آقا پر نظر پڑی تو میرا سارا جسم روحانی لحاظ سے بھر گیا۔ آج مَیں کتنا خوش نصیب ہوں کہ مجھے حضور انور کو انتہائی قریب سے دیکھنے اور پھر باتیں کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

غرض ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کے دیدار کی سعادت پائی اور اپنی زندگی کے انتہائی بابرکت لمحات اپنے پیارے آقا کے قرب میں گزارے اور اپنے آقا کی دعائیں حاصل کیں اور وہ کچھ پالیا جس کا اپنی زندگی میں کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ یہ سعادتیں اور برکتیں ہم سب کے لئے مبارک کرے۔ آمین

..............................(باقی آئندہ)

بقیہ: اسلامی نماز از صفحہ 4

اور ایسی لاش جو کسی بزرگ کی ہو اس کا جنازہ پڑھتے ہوئے کئی کمزور طبائع خود بھی اس خیال میں مبتلا ہوسکتی ہیں۔ پس نماز جنازہ سے رکوع اور سجدہ کو اڑا دیا گیا تا شرک کا قلع قمع ہو۔

اس نماز کے چار حصے ہوتے ہیں۔ امام قبلہ رُو کھڑا ہوکر بلند آواز سے سینہ پر ہاتھ باندھ کر تکبیر کہہ کر اس نماز کو شروع کرتا ہے۔ اس نماز سے پہلے اِقامۃ نہیں کہی جاتی۔ پہلی تکبیر کے بعد منہ میں آہستہ آواز سے امام اور مقتدی اپنے اپنے طور پر سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد امام پھر بلند آواز سے تکبیر کہتا ہے اور بغیر رکوع میں جانے کے اسی طرح کھڑے ہوئے منہ میں آہستہ آواز سے درود پڑھتا ہے اور مقتدی بھی اپنے اپنے طور پر ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس کے بعد امام پھر تکبیر کہتا ہے اور اسی طرح کھڑے کھڑے میّت کی بخشش کے لئے اگر وہ بالغ ہو دعا کرتا ہے۔ اسی طرح دوسرے مسلمان مردوں عورتوں بڑوں چھوٹوں سب کے لئے عموماً اور میّت کے پسماندگان کے لئے خصوصاً دعا کرتا ہے اور مقتدی بھی یہی کام کرتے ہیں۔ میّت نابالغ ہو تو اس کے ماں باپ کے صبر اور نعم البدل کے لئے دعا کی جاتی ہے اور اس امر کے لئے کہ مرنے والے کو خدا تعالیٰ اس کے رشتہ داروں کے لئے اگلے جہان میں رحمت اور بخشش کا ذریعہ بنا دے۔ بعض مقررہ دعاؤں کے علاوہ اپنے طور پر اپنی زبان میں بھی دُعا کی جاسکتی ہے اور کی جاتی ہے۔ اس کے بعد امام پھر بلند آواز سے تکبیر کہتا اور تھوڑے سے وقفہ کے بعد سلام پھیر کر نماز کو ختم کردیتا ہے۔

بعض دیگر نمازیں

بعض اور قسم کی نمازیں بھی اسلام میں ہیں مثلاً استسقاء کی نماز جو قلّت باراں اور خطرۂ قحط کے وقت میں پڑھی جاتی ہے۔ کسوف وخسوف کے موقعہ کی نماز۔ صلوٰۃ الحاجۃ یعنی کسی بڑی مصیبت کے دُور ہونے کے لئے یا دُور ہونے پر شکریہ کے طور پر یہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ مگر یہ نمازیں چونکہ کبھی کبھی ادا ہوتی ہیں میں ان کے بارہ میں اس جگہ کچھ لکھنا نہیں چاہتا۔ فقہ کی کتابوں میں ان کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

تمام باجماعت ادا ہونے والی نمازوں کے لئے حکم ہے کہ امام آگے کھڑا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے اتنے اتنے فاصلہ پر صفیں باندھ کر کھڑے ہوں کہ سب آسانی سے سجدہ کرسکیں۔ صفوں کو درست کرنے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر زور دیتے تھے (ترمذی ابواب الصلوۃ باب ما جاء فی اقامۃ الصفوف)۔ قرآن کریم سے بھی اس بارہ میں استدلال ہوتا ہے۔

نماز میں سجدہ اور قعدہ کے علاوہ باقی سب حصے کھڑے ہو کر ادا کئے جاتے ہیں۔ لیکن بیمار کے لئے بیٹھ کر اور بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھنا جائز ہے۔

نماز کے وقت اِدھر اُدھر دیکھنا، نظر پھرانا، بات کرنا یا نماز سے باہر والے کی بات کی طرف توجہ کرنا اور اسی قسم کے اور کام جو نماز کے فعل میں خلل ڈالیں منع ہوتے ہیں۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب الالتفات فی الصلوۃ و باب النظر فی الصلوۃ و باب تشمیت العاطس فی الصلوۃ)۔ بلاوجہ کھانسنا، اِدھر اُدھر ہلنا بھی ناجائز ہے۔ یہ حکم پہلی تکبیر سے لے کر سلام تک کے وقت کے لئے ہے''۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ جلد اوّل۔ زیر تفسیر سورۃ البقرہ آیت 4)

..............................(باقی آئندہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔مربی سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی وتربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

تنزانیہ (مشرقی افریقہ)

شیانگا ریجن میں پیس کانفرنس کا کامیاب انعقاد علاقہ کی اہم شخصیات کی تقریب میں شمولیت اور جماعت احمدیہ کی پُرامن مساعی پر خراج تحسین

❀......مکرم وسیم احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ، موانزہ و شیانگا ریجن کی مرسلہ رپورٹ بابت شیانگا پیس کانفرنس موصول ہوئی ہے جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ سال 2014ء کے آخر اور 2015ء کے شروع میں جماعت احمدیہ تنزانیہ کو شیانگا ریجن میں بہت سے نئے مقامات پر جماعت کے قیام کی توفیق ملی۔شیانگا ریجن کے بہت سے دیہات میں جہاں نئی جماعتیں بنی ہیں وہیں نومبائعین کی تعلیم وتربیت کے لئے بھی کئی پروگرام منعقد کئے گئے۔نئی مساجد تعمیر کی گئیں اور مختلف دیہات میں ہزاروں افراد تک جماعت کا پیغام پہنچایا گیا۔اس سلسلہ میں شیانگا شہر میں ایک امن کانفرنس 29 جولائی 2015ء بروز بدھ منعقد کی گئی۔کانفرنس کے انعقاد کے لئے شہر کے عین وسط میں ایک بڑا ہال کرائے پر لیا گیا۔

اس پروگرام کے لئے مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر ومشنری انچارج تنزانیہ جماعتی وفد کے ہمراہ تقریباً 1100 کلومیٹر کا سفر طے کر کے دارالسلام سے شیانگا تشریف لائے۔

امن کانفرنس کا آغاز صبح 11 بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔نظم کے بعد مکرم عبدالرحمٰن محمد عامے صاحب ایڈیشنل جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ تنزانیہ نے امن کے حوالے سے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔تعارف کے بعد مسٹر علی نسورو لوفونگا (Ali Nassoro Lufunga) صاحب ریجنل کمشنر شیانگا نے حاضرین سے خطاب کیا۔

انہوں نے امن کانفرنس کے انعقاد پر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد کہا کہ وہ جماعت احمدیہ کی طرف سے امن کے قیام کے لئے کی جانے والی کاوشوں کو سراہتے ہیں۔انہوں نے دوسری جماعتوں اور مسالک کے رہنماؤں کو بھی جماعت احمدیہ کے نمونے کو اپناتے ہوئے امن کے قیام میں اپنا کردار ادا کرنے کی تلقین کی۔

اس کے بعد مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر جماعت احمدیہ تنزانیہ نے اپنی تقریر میں معاشرے میں امن کے قیام کے لئے دین کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور جماعت احمدیہ کی امن کے لئے کی جانے والی مساعی سے آگاہ کیا۔

معزز مہمانوں کے تأثرات

اس کے بعد درج ذیل معزز مہمانوں نے اسٹیج پر آ کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ڈسٹرکٹ کمشنر شیانگا Ms. Josephine Mabro نے جماعت کا شکریہ ادا کرنے کے بعد کہا کہ آج جماعت احمدیہ کی وجہ سے ہم سب اکٹھے ہو کر امن کے بارے میں سوچ وبچار کر رہے ہیں۔

جنرل سیکرٹری CCM (رولنگ پارٹی) شیانگا مسٹر علی سعد صاحب اور RAS ریجنل ایڈمنسٹریٹر مسٹر اے۔آر۔ڈاچی نے بھی خطاب کیا۔

ریجنل پولیس کمانڈر Mr. George S Andrew نے کہا کہ دوسری جماعتیں بھی اس نمونے کو اپنائیں اور امن کے قیام میں اپنا کردار ادا کریں۔آج ہمیں اسلام کی صحیح تعلیمات کے سمجھنے اور جاننے کا موقع ملا ہے۔ہمیں اسلام کو ہرگز دہشتگردی کے ساتھ نہیں ملانا چاہئے کیونکہ اسلام کا دہشتگردی سے کوئی تعلق نہیں۔

Base Commander نے کہا کہ ہم سب کو مل کر اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ ملک میں امن ہو۔جہاں امن نہ ہو گا وہاں فساد ہونے کا بہت خطرہ ہے۔اس لئے ہم سب کو مل کر امن کے حصول کے لئے کوشش کرنی ہے۔

ریجنل فائر بریگیڈ آفیسر نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ احمدی وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ اچھی بات کرتے ہیں اور اچھے اعمال دکھاتے ہیں اور ہر بات کو اچھی طرح سمجھاتے ہیں۔ہمیں چاہئے کہ ایسے موقعوں پر ان لوگوں کو جو دین کے نام پر فساد کرتے ہیں سمجھائیں کہ وہ احمدی افراد کے نمونے کو اپنے سامنے رکھیں۔

لوتھرن چرچ کے پادری صاحب نے کہا کہ ہمیں اس بات کا اچھی طرح علم ہونا چاہئے کہ امن کا حصول عدل وانصاف کے بغیر ممکن نہیں۔اس لئے تمام حکمران اور رہنما عدل وانصاف کو فروغ دیں۔

اسلامک نیشنل کونسل تنزانیہ شیانگا ریجن کے نمائندے نے کہا کہ امن کا قیام انتہائی اہم امر ہے کیونکہ امن کا تعلق ہر انسان سے ہے۔ہم جماعت احمدیہ کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے یہ خوبصورت قدم اٹھایا ہے۔

میونسپل کونسل کے ڈائریکٹر Kiomozi Kibamba نے کہا کہ آج کل بہت سی اسلامی تنظیمیں اسلام کے نام پر فساد پھیلا رہی ہیں لیکن یہ بالکل اسلامی تعلیمات کے برعکس ہو رہا ہے۔ہم سب کا فرض ہے کہ ہم ان کو سمجھائیں۔جہاد صرف جنگ کا نام نہیں بلکہ اصل جہاد برائیوں اور برے اعمال سے بچنا ہے۔

رومن کیتھولک چرچ کے پادری صاحب نے کہا کہ آج ہمیں اسلام کے بارہ میں صحیح طور پر معلوم ہوا ہے۔ہم اپنے احمدی بھائیوں کے لئے دعا گو ہیں۔

سیاسی جماعت CUF کے نمائندہ نے کہا کہ وہ جماعت کو اس کاوش پر مبارکباد دیتے ہیں جو جماعت نے امن کے قیام کے لئے کی ہے۔امن اور انصاف کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ہم سب کو چاہئے کہ عدل وانصاف کو معاشرے میں فروغ دیں۔

معزز مہمانوں کے تأثرات کے بعد امیر صاحب تنزانیہ نے دعا کروائی اور سب حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اِس امن کانفرنس میں حاضری 200 سے زائد رہی جس میں 180 سے زائد غیراز جماعت مہمان تھے۔

میڈیا کوریج

اس پروگرام کو ریڈیو FM Kahama, Radio Faraja, RAF Mwanza, Clouds FM Dar es Salaam, Radio One Dar es Salaam نے نشر کیا۔

اخبارات میں امن سپوزیم کی خبر ملک کے پانچ بڑے اخبارات Nipashe, Majira , Habri Leo, Mwananchi, and Uhuru نے شائع کی۔

ان کے ذریعہ بھی ملک کے طول وعرض میں جماعت کا محبت وامن کا پیغام لاکھوں لوگوں تک پہنچا۔الحمدللہ علی ذلک

بینن (مغربی افریقہ)

☆......مسجد مسرور Ayehounta کے افتتاح کی مبارک تقریب ☆......دور دراز علاقوں کے احمدیوں کی شرکت ☆......ایمان واخلاص کے روح پرور نظارے

❀......مکرم محمد شریف عودہ صاحب امیر جماعت فلسطین اور مکرم محمد حاتم محمد حلیمی الشافعی صاحب صدر جماعت مصر اہلیہ کے دورۂ بینن کے دوران جماعت احمدیہ بینن کے زیراہتمام متعدد پروگرامز منعقد کئے گئے اور مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن کے ساتھ وہ ان پروگرامز میں بطور مہمانان خصوصی شامل ہوئے۔بعض پروگراموں کی تفصیل الفضل انٹرنیشنل کے شماروں میں شائع ہو چکی ہیں۔بقیہ پروگراموں میں سے ایک پروگرام کی رپورٹ نہایت اختصار کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہے۔باقی رپورٹس کسی آئندہ شمارہ میں شائع کی جائیں گی۔انشاءاللہ۔

☆......مکرم ناصر احمد محمود مبلغ سلسلہ بینن نے ''سیدنا مسرور مسجد Ayehounta'' کے بابرکت افتتاح کی رپورٹ ارسال کی ہے۔آپ نے بتایا کہ آیے ہونتا (Ayehounta) گاؤں بینن کے دارالحکومت کوتونو سے 75 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔2004ء میں مکرم معلم نورالدین صاحب اور مکرم مجیب احمد منیر صاحب مبلغ سلسلہ کی تبلیغ سے یہاں احمدیت کا پودا لگا۔امسال جماعت نے یہاں مسجد تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا اور اپریل 2015ء میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔تعمیر کا کام شروع ہوا۔بنیادوں سے اوپر کھڑکیوں تک دیواریں ابھی نہ بنی تھیں کہ افتتاحی تقریب کے لئے 31 مئی 2015ء کی تاریخ مقرر کی گئی۔اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن رات ایک کر کے مسجد کی تعمیر 20 دنوں میں مکمل کی گئی۔اور اسی بات پر قریبی گاؤں کے ایک عیسائی نے اپنے چرچ میں کہا کہ میں احمدی ہوتا ہوں۔میں اتنے سالوں سے مشرکوں سے عیسائی ہوا ہوں مگر کوئی ترقی نہیں دیکھی، کوئی Evolution نہیں۔وہ دیکھو احمدیوں نے بیس دنوں میں مسجد کا افتتاح کر لیا۔

31 مئی 2015ء کو مکرم امیر صاحب بینن کا قافلہ ابھی مسجد سے 15-16 کلومیٹر دور تھا کہ ایک احمدی خاتون جس نے ایک گود بچہ اپنے پیچھے باندھا ہوا تھا اور دو چھوٹی بچیوں کی انگلیاں پکڑ کر جا رہی تھی۔جماعت کی گاڑیوں کو دیکھ کر سلام کرنے لگی۔گاڑیاں روکی گئیں۔مکرم شریف عودہ صاحب نے اس خاتون سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جا رہی ہو؟ اس نے بتایا کہ بوزوں گاؤں کی احمدی ہوں اور مسجد کے افتتاح کے لئے جا رہی ہوں۔مکرم عودہ صاحب نے پوچھا: کیسے جاؤ گی؟ خاتون کہنے لگی: چل رہی ہوں۔پیدل پہنچ جاؤں گی۔مکرم شریف عودہ صاحب کو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا فرمان یاد آ گیا۔حضور انور نے انہیں فرمایا تھا: میرا خیال ہے کہ میں آپ کو افریقہ بھیجوں تاکہ آپ مشاہدہ کریں کہ ان لوگوں نے ایمان میں کس قدر ترقی کی ہے۔اس عورت کو انہوں نے اپنی گاڑی میں بٹھا لیا۔جب وہ مسجد پہنچے تو بوزوں گاؤں بلکہ اس سے بھی دور کے علاقوں سے آئے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر ایمان میں بہت اضافہ ہوا۔افتتاحی تقریب کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

سیدنا مسرور مسجد Ayehounta۔بینن

باقی صفحہ نمبر17پر ملاحظہ فرمائیں

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی پر جلسہ سالانہ یوکے 2015ء کے موقع پر اسناد و میڈلز حاصل کرنے والی طالبات کے اسماء اور تعلیمی اعزازات کی تفصیل

جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز کی رپورٹنگ شائع شدہ الفضل انٹرنیشنل مورخہ 18 ستمبر 2015ء کے صفحہ نمبر 2 کے آخری کالم اور صفحہ نمبر 13 کے پہلے کالم پر ’تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں تقسیمِ اسناد و میڈلز‘ کے عنوان کے تحت ان خوش نصیب بچیوں کے نام درج کئے گئے ہیں جنہوں نے اس مبارک محفل میں انعامات حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جیسا کہ رپورٹ میں بھی درج ہے یہ فہرست ہمیں محترم ناظم صاحب رپورٹنگ نظامت جلسہ گاہ کی طرف سے موصول ہوئی تھی۔

بعد میں معلوم ہوا ہے کہ غلطی سے یہ فہرست جلسہ سالانہ برطانیہ 2014ء میں انعامات حاصل کرنے والی بچیوں کے اسماء پر مشتمل ہے۔ ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔ براہِ کرم اس امر کی تصحیح فرمالیں۔

امسال (2015ء) کے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر انعامات حاصل کرنے والی خوش نصیب طالبات کے نام اور ان کے اعزازات کی تفصیل موصولہ از لجنہ اماء اللہ یوکے برائے ریکارڈ ذیل میں درج کی جاتی ہے:

UK GCSE Candidates - Female

Name	Jama'at	Grades
Fareen Ahmed	Newcastle	8A*s and 2 As at GCSE
Friha Nadeem	Worcester Park	9A*s and 2As at GCSE
Manaal Rehman	Cheam	6A*s and 6As at GCSE
Amtul Hafiz Abdul Rafi	Glasgow	8As National 5 Qualification (Scottish examinations)
Nadia Ghauri	Bournemouth	12A*s at GCSE
Maryam Butt	Cheam	10A*s at GCSE
Zahra Ahmad	Cheam	6A*s and 5As at GCSE
Maryam Latif	Scunthorpe	9A*s and 2As at GCSE
Meeral Mashood	Swansea	8A*s and 2 As at GCSE
Maria Ahmad	Greenford	10A*s at GCSE
Munazzah Khara	Morden South	5A*s and 7As at GCSC
Rasheeqa Samad Khan	Glasgow	5As and 3Bs National 5 Qualification (Scottish examinations)
Hannah Safiya Marchant	Walton on Thames	10A*s at at GCSE
Mahira Ilyas	Southall	7A*s and 7As at GCSE

UK A Level Candidates- Female

Name	Jama'at	Grades
Talay Cheema	Birmingham Central	4A*s &1 A at A Level and 1A at As Level
Uzma Nawaz	Epsom	1A* and 2As at A Level
Ghazala Nasir.	Merton Park	2A*s and 1A at A Level
Sobia Ahmed	Manchester East	1A* and 2As and 1B A Level
Aafia Shoaib	Leeds	1A* and 2As at A Level
Pernia Javid	Greenford	2A*s and 3As at A Level
Nadia Baig	Clapham	1A* and 2As at A Level
Mahrukh Ahmad	Mosque South	2A*s and 1A at A Level
Natasha Butt	Cheam	3 A*s at A Level
Maleeha Ahmed	Birmingham N East	3As at A Level and 1 A at As Level
Menahil Nadeem Ahmad	Scunthorpe	3As at A Level and 1 A at As Level
Yusra Olivia Choudhry	Kingston	1A*and 3As at A Level
Maryam Qudsia Saqi	New Malden	1A* and 2As at A Level
Fakhra Namal	Liverpool	3As and 1 B at A Level

UK Degree Level Candidates- Female

Name	Jama'at	Grades
Asma Ahmed	Plymouth	MBBS with distinction, Peninsula Medical College, University of Plymouth and Exeter
Uzma Khan	Balham	BSc. Pharmacology & Physiology, First class Honours, in the top 2 of her cohort, University of Westminster
Aleena Annie	Baitul Futuh	BSc, Global Business first class honours and top in her cohort, Coventry University
Ramsha Hassan	Croydon	MSc in Business and Marketing and first visually impaired graduate of this department, Canterbury Christ Church University
Zafra Inam	Thornton Heath	M.Eng 1st Class (Honours), Computer Science, University College London
Anneka Jan Goraya	Hounslow North	BSc International Business Management with Marketing, with distinction, in the top 2 of cohort, Kingston University
Aniqa Ahmad	Barking	MSc with Distinction in Telecommunication Systems , Queen Mary University of London
Mubaraka Basharat	Mosque West	LLB First Class Honours, first in her cohort, Awarded the Russell Cooke Family Law Award and the BPP Law School LPC scholarship
Dr. Saliha Bilal	Glasgow	PhD in Psychology, University of Glasgow
Sabeeha Yousaf	Huddersfield South	BA (Hon)Primary Education with Qualified Teacher Status, 1st Class Honours, University of Huddersfield
Zaina Ahmed	Worcester Park	BSc. 1st Class (Hon) in Nursing from Southbank University, top student.
Afshan Naseer	Merton Park	BSc (HONS) 1st Class Economics at University of Surrey

International Candidates:

Name	Jama'at	Grades
Imamatul Birarah Raja	Pakistan	9A* and 1A at O Level
Aisha Rizwan	Pakistan	8As at O Level and 3 A*s and 1 A at A Level
Farzana Faheem	Ghana	5As and 3Bs, West African Senior School Certificate Examination
Faria Latif Sami	Pakistan	3A*s at A Level and highest mark in Pakistan for A level Biology
Saima Irfan	Bahrain	FSc. 1st Division from Bahrain
Hibbatul Waheed	Pakistan	BS (HON) Communication Studies, Punjab University Lahore, 2nd position overall.
Dr Qurratul Ain Qudsiyya Tahir Rana	Nigeria	MBBS with credit, University of Lagos
Warda Anam	Sharjah	MBBS with Distinction, Dubai Medical College for Girls Dubai, UAE.
Hira Faraz Khawaja	Pakistan	MA Art education, First position and gold medallist , Beacon House National University, Lahore
Sadeeqa Ahmed Sethi	Oman	Global MBA (Project Management) with distinction and in top 2 in her cohort, London Metropolitan University
Aisha Ahmed Sethi	Oman	Msc Human Resource Management and Development, University of Salford, Manchester, UK
Mahrukh Arif	France	Master of Social Sciences from the School of Advanced Studies in Social Sciences, Paris (EHESS, École des Hautes Études en Sciences Sociales - Paris).
Naghmana Kazi	Pakistan	MA Philosophy, Peshawar University, 1st Division
Hibbatul Rasheed	Pakistan	Bachelors in Library and Information Science, 3rd position overall, Karachi University
Muflaha Sami Khan	Pakistan	Doctor of Pharmacy, Pharm - D, 2nd position overall ,Hajvery University, Lahore
Saleha Sadeeqa	Pakistan	PhD, Clinical Pharmacy, Malaysia
Nosheen Sarwar	Pakistan	Master of public admin , First position, Punjab University, Lahore
Naima Mubarak	Pakistan	

☆……☆……☆

بقیہ: **خواتین سے خطاب** از صفحہ 20

اورمردوں کی سختی اور مار دھاڑ کی وجہ سے ساٹھ سے پینسٹھ فیصد تک رشتے ٹوٹ جاتے ہیں، ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ شادیاں ٹوٹ رہی ہوتی ہیں۔

پس عورت کی اہمیت آجکل کے حکومتی نظاموں میں مجبوری کی وجہ سے تو ہے لیکن اس کی حقیقی قدر کی وجہ سے نہیں۔ غرض کہ یہ اہمیت حقیقی قدر کے علاوہ بہت سی دوسری وجوہات کی وجہ سے ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی جو قدر اور مقام قائم فرمایا وہ اس کی تعداد کی زیادتی کی وجہ سے یا اس کی کسی دنیاوی حیثیت یا حسن کی وجہ سے قائم نہیں فرمایا بلکہ یہ مقام اس کی ذمہ داریوں اور اس کی قربانیوں کی وجہ سے قائم فرمایا۔

ایک موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے جب ایک عورت صرف اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں رکھتے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی سوچ رکھتے ہوئے حاضر ہو کر بے دھڑک ہو کر کچھ سوال کرتے ہوئے کہتی ہے کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف برابر کا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن مردوں کو تو بے شمار ایسے مواقع ملتے ہیں جب ان کی بظاہر ہم پر فضیلت لگ رہی ہوتی ہے۔ وہ ہمارے سے بعض جگہوں پر بعض کام کر کے آگے نکل رہے ہوتے ہیں جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے والے بن رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں جو مردوں پر فرض ہے عورتوں پر فرض نہیں۔ جمعہ اور دوسرے اجتماعات میں شامل ہو رہے ہوتے ہیں یہ بھی مردوں کے لئے زیادہ فرض ہے۔ نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ حج کے بعد حج کرتے چلے جاتے ہیں۔ عورتیں بھی حج کرتی ہیں لیکن مردوں کے حج کرنے کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ سفر کی سہولتوں کی وجہ سے بھی یا دوسری وجوہات کی وجہ سے ان کو زیادہ مواقع ملتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر اس عورت نے سوال کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جب آپ میں سے کوئی حج، عمرہ یا جہاد کے لئے جاتا ہے تو ہم عورتیں آپ کے اموال اور آپ کی اولاد کی حفاظت کرتی ہیں۔ ان کے کپڑے بنتی ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھتی ہیں۔ پس کیا ہمارا یہ گھروں کی حفاظت کرنا، بچوں کی تربیت کرنا، ہمیں ان نیکیاں کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں جتنے ثواب کا مستحق بناتی ہے۔ یہ سوال ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو یہ نہیں فرمایا کہ تُو کیا باتیں کر رہی ہے۔ گھروں کا خیال رکھنا اور بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دینا تجھے کس طرح جہاد جیسے عظیم کام کا ثواب دلوا سکتی ہے۔ بلکہ آپ نے اپنا چہرہ مبارک پاس بیٹھے ہوئے صحابہ کی طرف موڑا اور فرمایا کہ کیا اس سے زیادہ عمدہ طریق سے کوئی عورت اپنے مسئلے اور معاملے کو پیش کر سکتی ہے؟ صحابہ نے بھی آگے سے یہ نہیں کہا، یہ عرض نہیں کی کہ عورتوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ یہ اپنے گھریلو فرائض کی ادائیگیوں کو ہماری جہاد جیسی بڑی قربانی کے مقابل پر پیش کر رہی ہیں۔ اس لئے حضور ان پر سختی کریں اور سرزنش کریں اور ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنی عورتوں کے دماغ ٹھیک کریں۔ بلکہ صحابہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ تھے بڑے کھلے دل سے یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ہمیں نہیں پتا تھا کہ عرب کی مظلوم عورت جو اسلام سے پہلے ایک حقیر چیز سمجھی جاتی تھی اور وہ اس طرح مجلس میں آ کر بات کرنے اور جرأت سے بات کرنے پر سزا کی مستحق ٹھہرتی تھی آج اسلام کی خوبصورت تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کی وجہ سے اس اعلیٰ معیار پر پہنچ گئی ہے کہ اپنا معاملہ اس خوبصورتی سے پیش کر سکتی ہے۔ ہم تو کبھی یہ گمان بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اُس وقت یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سمجھا ہو گا اور آپ سے فیض یافتہ صحابہ نے بھی سمجھا ہو گا کہ ان اعلیٰ معیار پر پہنچنے والی عورتوں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی فکر کرنے والی عورتوں کی گودوں میں پلنے والی نسلیں یقیناً محفوظ ہو گئی ہیں۔ اور عورتوں کا یہ سوال ان کے اس عمل اور خواہش اور کوشش کا اظہار کرتا ہے کہ مسلمانوں کی نسلیں محفوظ ہاتھوں میں ہیں اور رہیں گی اور ان کی کوکھ سے وہ قوم تیار ہو رہی ہے جو کبھی اسلام کے جھنڈے کو نیچا نہیں ہونے دے گی۔

بہرحال اس کے بعد آپ اس سوال کرنے والی خاتون جو حضرت اسماءؓ تھیں ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے عورت! اچھی طرح سمجھ لے اور جن کی تُو نمائندگی کرنے کے لئے آئی ہے ان کو بھی جا کر بتا دے کہ خاوند کے گھر کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنے والی اور اولاد کی تربیت کرنے والی عورت کو وہی ثواب ملے گا جو اس کے خاوند کو دوسری نیکیاں بجالانے اور جہاد کرنے سے ملتا ہے۔

(اسد الغابة جلد6 صفحہ19 ۔اسماء بنت یزید الاشھلیہ۔ دارالفکر بیروت 2003ء)

آجکل مسلمان جہاد جہاد کی باتیں کرتے ہیں اور غیر مسلم جو ہیں جہاد کا نام لے کر اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیشک جہاد کے غلط تصور کی وجہ سے بعض مسلمان عورتیں بھی متاثر ہو رہی ہیں۔ ان ملکوں سے بھی کاموں کے لئے چلی جاتی ہیں۔ مسلمان ممالک میں نام نہاد جہاد کی تنظیموں میں شامل ہو رہی ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اولاد کی تعلیم و تربیت کرنے والی، خاوند کی جائیداد کی حفاظت کرنے والی کو جہاد جتنا ثواب حاصل کرنے کی خوشخبری دی ہے۔

یہ بھی واضح ہو کہ جہاد جہاں جنگ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے وہاں ہمیں قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ جب دین کو ختم کرنے کے لئے دشمن پہل کرے تو اس کا سختی سے جواب دو، نہ کہ ذاتی خواہشات کی تکمیل اور لوٹ مار کے لئے اور ظلم و بربریت کے اظہار کے لئے۔ بہرحال یہ ایک علیحدہ مضمون ہے۔ اس وقت تو عورت کی اہمیت کی بات ہو رہی ہے جو اسلام نے قائم کی۔

پس یہ ہے وہ مقام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو دلوایا کہ تمہیں کس طرح مردوں جتنا ثواب مل رہا ہے۔ ایک کم علم مسلمان عورت ترقی یافتہ ممالک کے معاشرے میں رہتے ہوئے، ان ملکوں میں رہتے ہوئے پریشان ہو جاتی ہے۔ یا تو جھینپ کر ایک کونے میں لگ کر بیٹھ جاتی ہے یا پھر آزادی کے نام پر اُن جیسا بننے کی کوشش کرتی ہے اور دین سے دُور ہٹتی ہے۔ نہیں جانتی کہ اسلام عورت کو کیا مقام دیتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ عورت کی حقیقی اہمیت اور عزت کا جو مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو دیا اس کی وجہ سے ہمارا یہ حال ہو گیا تھا کہ ہم اپنے گھروں میں اپنی عورتوں سے بے تکلفی سے گفتگو کرنے سے ڈرنے لگ گئے تھے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں جو عورتوں کو بری لگے اور ہماری شکایت ہو جائے۔ اس بے تکلفی کے دوران کوئی سخت بات کہہ کر کہیں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مجرم بن کر پیش نہ ہو جائیں۔

(ماخوذ از صحیح البخاری۔ کتاب النکاح ۔باب الوصاة بالنساء۔ حدیث نمبر5187)

اب بتائیں کہ ترقی یافتہ ممالک میں آزادی کے نام پر لاکھ قانون بنانے کے باوجود کیا مردوں میں کوئی خوف ہے؟ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ عورت اس معاشرے میں رہنے کے باوجود، اپنی آزادی کا نعرہ لگانے کے باوجود گھر میں خوفزدہ ہے۔ اس لئے کہ اگر کہیں ظاہری چوٹیں نظر نہ آئیں تو مرد ظلم کرنے کے باوجود قانون کو دھوکہ دے جاتا ہے۔ اور یہاں بھی گھروں میں، اس یورپین معاشرہ میں بھی، ان مقامی لوگوں میں بھی مار دھاڑ ہوتی ہے۔ یہ صرف ایشین کا ہی شیوہ نہیں ہے۔ عورتوں کی ایک بہت بڑی تعداد جس طرح غیر ترقی یافتہ ممالک میں گھر بچانے کے لئے ظلم سہتی ہے، یہاں بھی سہتی ہے۔

مجھے یاد ہے غالباً فرانس میں ایک دفعہ ایک ہوٹل میں ہم ٹھہرے ہوئے تھے۔ ڈیوٹی والے خدام نے ہمارے لئے لفٹ کا دروازہ کھلا رکھنے کے لئے بیچ میں کھڑے ہو کر انتظار کرنا شروع کیا۔ یہ ایک آدھ منٹ کا معاملہ ہو گا، زیادہ دیر تو نہیں کھڑا ہوا جا سکتا۔ اتنے میں ایک فیملی دو بچے اور میاں بیوی لفٹ میں داخل ہونے لگے تو خادم نے روکنے کی کوشش کی۔ اس عرصے میں ہم بھی وہاں پہنچ گئے۔ میں نے خادم کو کہا کہ انہیں لفٹ میں جانے دو۔ یہ پہلے پہنچے ہیں ان کا حق ہے۔ اور میں نے خاتون کو اشارہ کیا کہ آپ لوگ چلے جائیں لیکن وہ زیادہ بااخلاق تھیں وہ رک گئیں اور خاوند کو بھی اشارہ کیا کہ ہم رک جاتے ہیں ان کو پہلے جانے دو۔ اس پر اس کے خاوند نے اس ظالمانہ طریق پر اسے جھڑکا ہے اور کافی دیر تک برا بھلا کہتا رہا کہ اس بیچاری کی آنکھوں میں آنسو تھے لیکن بولی نہیں۔ لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ کسی یورپین ملک کا شخص ہے۔ کسی بالکل جاہل طبقے کا شخص لگتا تھا اور اس عورت کا جو صبر اور شرمندگی تھی وہ بھی دیکھنے والی تھی اور جو اس کی برداشت تھی وہ بھی قابل قدر تھی۔ اس کا وہ جو برداشت اور صبر میں نے دیکھا ہے اس کا آپ میں سے بھی شاید بہت کم ایسی ہوں گی جو اظہار کر سکیں۔

پس ان کے ہاں آزادی عورت کے حقوق دینے میں نہیں بلکہ عورت کو ننگا کرنے میں ہے۔ لیکن ایک مومنہ عورت جو اپنے آپ کو لجنہ کی ممبر کہتی ہے جس نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کی لونڈی بننے کا عہد کیا ہے اس عورت کی آزادی بشرطیکہ جس کا خاوند بھی مومن ہو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ باوجود اللہ کی لونڈی کہلانے کے اس کی آزادی کا مقام، معیار بہت بلند ہے جس کا یہ مغربی لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن شرط مومن ہونا ہے اور مومنہ ہونا ہے۔ صحابہ اپنی بیویوں سے غلط بات کرتے ہوئے ڈرتے تھے تو صرف اس لئے کہ وہ ایمان میں بڑھنے والے تھے۔ علم تھا کہ ان کا غلط رویّہ جب اللہ تعالیٰ کے رسول کی ناراضگی کا موجب بنے گا تو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا بھی باعث ہو گا۔

عورت کے حقوق کی اہمیت اور اس کی ادائیگی نہ کرنے پر اس زمانے میں ہم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اِدراک پیدا فرمایا ہے وہ حقیقی اسلام ہے۔ آپ علیہ السلام نے مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمہیں اپنے فرائض کی ادائیگی کی اہمیت، بیویوں کے جو حقوق تمہارے ذمہ ہیں اور جو ان کے تمہارے ذمہ ہیں ان کا پتا ہو اور ان کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں جو گناہ تمہیں ہونا ہے اس کا پتا ہو تو شاید تم ایک شادی بھی نہ کرو، کجا یہ کہ دو یا تین یا چار شادیوں کی باتیں کرو۔ بیشک خاص حالات میں اسلام میں زیادہ سے زیادہ چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے لیکن شرائط اتنی سخت ہیں اور ان کو پورا نہ کرنے کا گناہ مرد پر اتنا ہے کہ وہ شاید ایک شادی سے بھی بچے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد7 صفحہ 63-64۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

بہرحال عورت کا مقام اور اہمیت قائم ہونے کی بات ہو رہی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی اس کو بلندیوں پر پہنچاتا ہے جب ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر چوتھی دفعہ پوچھا تو آپ نے فرمایا تیرا باپ اور پھر اس طرح قربت کے لحاظ سے باقی رشتہ دار۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلة والآداب۔ باب بر الوالدین وانھما احق بہ۔ حدیث نمبر2548)

یہ اس لئے ہے کہ عورت اپنے بچے کی تربیت میں سب سے زیادہ کردار ادا کرتی ہے۔ اس کی پیدائش پر تکلیف اٹھاتی ہے۔ اس کو پالنے میں تکلیف اٹھاتی ہے۔ اس کو ہر تھوڑے وقفے کے بعد دودھ پلانا، اس کی صفائی کرنا یہ بہت بڑا کام ہے جو اس کی نیندیں خراب کرتے ہیں۔ غرض کہ اپنے آرام اور اپنی نیند کو وہ قربان کر رہی ہوتی ہے۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا اس کی اچھی تربیت کر کے اسے معاشرے کا ایک اچھا انسان بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ اسلام میں ماں بچوں کی جنت کی یونہی تو ضامن نہیں بنا دی گئی۔ ماں کی اولاد کی تربیت، اسے نیکیوں پر چلانا، اسے ملک و قوم کا بہترین فرد بنانا، اسے عابد بنانا، اسے دین سکھانا، اسے جان مال وقت کو قربان کرنے کی اہمیت کا احساس دلانے والا بنانا اور پھر اس کے لئے ہمہ وقت اس کو تیار کرنا اور اس کا تیار رہنا یہ چیزیں ہیں جو اس بچے کو جنت میں لے جاتی ہیں۔ مجھ سے ایک جرنلسٹ نے پوچھا کہ اسلام میں عورت کی کیا حیثیت ہے؟ لمبی بات تو نہیں ہو سکتی تھی۔ میں نے اسے کہا کہ وہ بچے کو ایک تو بہترین تربیت کر کے، اسے معاشرے کا بہترین فرد بنا کر جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہے جس سے دو جنّتیں حاصل ہوتی ہیں اس دنیا کی بھی اور مرنے کے بعد کی بھی۔ پھر ماں سے اس کی بچے کی خاطر قربانی کی وجہ سے جو حسن سلوک کا حکم ہے اگر بڑا ہو کر بچہ وہ حسن سلوک ماں سے نہیں کرتا تو ایسے بچے کی جنت میں جانے کی ضمانت نہیں ہے۔ اور پھر ایسی تربیت کرنے والی ماں جو بچے کا خیال رکھنے والی ہو، اس کی تربیت کرنے والی ہو، اس کو یہ احساس دلانے والی ہو اور ایسی خدمت کرنے والی ہو جو کبھی احسان نہ جتائے ایسی ماں پھر خود بھی جنت میں جاتی ہے۔ ماؤں کی خدمت بچے کے لئے کسی انعام یا احسان کے لئے نہیں ہوتی بلکہ ایک قدرتی جذبہ ہے جس کے تحت وہ خدمت کر رہی ہوتی ہے۔ اور یہی چیز پھر ماؤں کو جنت میں لے جانے کا بھی باعث بنتی ہے۔ اب بتائیں کہ عورت کو اسلام میں کوئی اہمیت اور حیثیت ہے یا نہیں۔ وہ کہنے لگی کہ میں سمجھ گئی۔ اس جرنلسٹ کو سمجھ آ گئی۔

پس مائیں اس اہم نکتے کو سمجھیں۔ اس معاشرے میں رہتے ہوئے دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے، پیسے کمانے کے لئے، صبح سے شام تک گھر سے باہر رہ کر کام کر کے اور شام کو تھک ہار کر گھر آ کر پھر بچوں پر توجہ نہ دے کر انہیں ہلاکت میں نہ ڈالیں بلکہ ان کی تربیت اور تعلیم کی طرف بھرپور توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو تو اس کا ایک یہ مطلب بھی ہے کہ اپنی ظاہری دنیاوی خواہشات اور جذبات کے لئے اپنی اولاد پر عدم توجہ کر کے ان کو ہلاک نہ کرو۔ اس مغربی معاشرے میں اس بات کو سمجھنا اور بھی آسان ہے۔ جہاں رشتے ٹوٹتے

ہیں اور بہت سے بچے سنگل پیرنٹس (single parents) کی زندگی گزار رہے ہیں، ان کے تحت رہتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تعلیم میں کمزور ہو جاتے ہیں۔ نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے بری صحبت میں چلے جاتے ہیں۔ نشہ اور دوسری برائیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

پس میاں بیوی کو آپس کی رنجشوں کو بچوں کی پیدائش کے بعد بچوں کی خاطر قربانی کرتے ہوئے ختم کرنا چاہئے ورنہ بچوں کے بگڑنے کا بہت زیادہ امکان ہے۔ مردوں کو بھی ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ اپنی خواہشات کے پجاری نہ بنیں۔ اپنی نسلوں کو برباد ہونے سے بچائیں اور دونوں میاں بیوی اپنے دلوں میں تقویٰ پیدا کریں۔

پھر کہنے والے کہہ دیتے ہیں، اعتراض کرنے والے اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام لڑکیوں کو اپنا رشتہ طے کرنے کی آزادی نہیں دیتا۔ اگر حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں تو یہ اسلام کی تعلیم کا معاملہ نہیں بلکہ بعض ملکوں اور قبائل اور برادریوں کی روایات کا معاملہ ہے۔ برصغیر پاکستان اور ہندوستان میں قطع نظر اس کے کہ کوئی مسلمان ہے یا ہندو ہے یا سکھ ہے یہ مسئلہ ہمیں نظر آتا ہے۔ اور پھر مذہب کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ برادریوں کے لحاظ سے بھی ذات پات کے لحاظ سے ماں باپ اپنی بیٹیوں کو دوسری برادری اور ذات میں بیاہنے نہیں دیتے۔ یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں۔ کوئی ذات، کوئی برادری کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ اسلام کہتا ہے کہ رشتوں کے وقت لڑکی کی مرضی کو اہمیت دو۔ بہت ساری لڑکیاں مجھے بعض دفعہ لکھتی بھی ہیں کہ ہمارے ماں باپ صرف اس لئے شادی نہیں کرتے کہ فلاں لڑکا بیشک احمدی ہے لیکن ہماری برادری کا نہیں ہے ہماری ذات کا نہیں ہے یا اس کی ذات کم ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں۔

ایک لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئی کہ میرا باپ میرا رشتہ فلاں مالدار شخص سے کر رہا ہے۔ اب یہ نہیں کہ کوئی معمولی آدمی تھا۔ بڑا صاحب حیثیت اور مالدار شخص تھا اس سے وہ رشتہ کر رہا ہے۔ اب عام طور پر ایک غیر دیندار لڑکی ہو تو وہ تو کہے بڑی اچھی بات ہے۔ اس کے مال سے میں فائدہ اٹھاؤں گی۔ لیکن وہ حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ فلاں مالدار شخص سے رشتہ کر رہا ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی۔ پس ایک تو مجھے وہ شخص پسند نہیں ہے۔ دوسرے میرا باپ جس معیار پر میری شادی اس سے کرنا چاہتا ہے وہ صرف اس کا مال ہے۔ گویا کہ وہ مجھے اس مالدار شخص کے ہاتھ میں بیچ رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا تُو آزاد ہے۔ کوئی تجھ پر جبر نہیں کرسکتا۔ تُو جو چاہے کر۔ اس بچی نے عرض کیا مَیں اپنے باپ کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتی اس سے بھی میرا تعلق ہے۔ مَیں تو صرف آپ سے فیصلہ کروا کر ہمیشہ کے لئے عورت کا حق قائم کرنا چاہتی ہوں۔ اب حق قائم ہو گیا ہے اب خواہ مجھے تکلیف پہنچے۔ مَیں باپ کی خاطر اس قربانی کے لئے تیار ہوں۔

(سنن النسائی۔ کتاب النکاح۔ باب البکر یزوجها ابوها وهی کارهة۔ حدیث نمبر3269)

پس ان لوگوں کے لئے اس میں ہدایت ہے جو بعض دفعہ بے جا سختی کرتے ہیں۔ ایک مومن عورت کو اور خاص طور پر احمدی عورت کو یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس زمانے میں حقیقی مومنہ وہی ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت کی ہے۔ اس کا یہ عہد ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی۔ پس دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو ہمیشہ سامنے رکھیں اور رشتے کرتے ہوئے بھی سامنے رکھیں۔ اسی طرح احمدی لڑکوں سے مَیں یہ کہوں گا کہ وہ احمدی لڑکیوں سے رشتے کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ پسند کرنے کی جو چار وجوہات بتائی ہیں ان میں سے ایک دین ہے اور آپ نے فرمایا کہ تم نہ عورت کی خوبصورتی دیکھو نہ خاندان دیکھو نہ دولت دیکھو۔ جو چیز دیکھنے والی ہے وہ دین ہے وہ دیکھو۔

(صحیح البخاری۔ کتاب النکاح۔ باب الاکفاء فی الدین۔ حدیث نمبر5090)

پس دیندار لڑکیوں سے رشتہ کریں اور لڑکیوں کو بھی یہ کوشش کرنی چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دیندار بنیں اور خود اپنے نیک نصیب ہونے کے لئے بھی دعائیں کریں۔ جماعت میں احمدی بچیوں کے رشتوں کے بہت مسائل ہیں۔ بہت سی ایسی جگہیں پریشانی کی حد تک پہنچ جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ حل فرمائے اور ان کی پریشانیاں بھی دور فرمائے۔ مَیں تو باقاعدگی سے ان کے لئے دعا کرتا ہوں اور ہر ایک کو کرنی بھی چاہئے۔

بہرحال جو بات مَیں کہہ رہا تھا وہ یہ کہ رشتوں کے بارے میں اسلام لڑکی کی رائے کو اوّلیت اور اہمیت دیتا ہے اور وہ ماں باپ جو اس پر عمل نہیں کرتے اور اپنی بچیوں پر ظلم کرتے ہیں وہ اسلام کو بھی بدنام کرتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے رشتوں سے منع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہو، برادری اور پیسے کی وجہ سے رشتوں میں روکیں نہیں ڈالنی چاہئیں۔ بعض بچیاں خط لکھتی ہیں جیسا کہ میں نے کہا کہ رشتہ اچھا ہے، احمدی ہے لیکن ماں باپ بعض دفعہ برادری اور خاندان کی وجہ سے یا اپنی ذاتی اناؤں کی وجہ سے، تعلقات کی وجہ سے انکار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے باپوں کو بھی عقل دے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان فرمایا ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے جنہوں نے ہر موقع پر ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ آپ نے واضح فرمایا کہ اسلام کے ہر حکم میں حکمت ہوتی ہے اور عورت کے بارے میں اگر بعض احکامات ہیں تو وہ عورت کی اہمیت اور اس کی عزت اور وقار قائم کرنے کے لئے ہیں اس لئے اسے خوش دلی سے تسلیم کرنا چاہئے۔

بعض جگہ لجنہ کی رپورٹس میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ آجکل پردے پر بہت زور دیا جاتا ہے اور لڑکیوں کی طرف سے، بعض نوجوانوں کی طرف سے یہ سوال اٹھتے ہیں کہ ہم پردہ پردہ سُن کے تنگ آ گئی ہیں۔ پردہ کیا ہے؟ یہ حیا کا قائم کرنا ہے۔ اگر پردہ کر کے بے حیائی قائم رہتی ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور حیا جسم کو ڈھانپنے میں ہی ہے۔ عورت کی زینت اور خوبصورتی اس کا پردہ ہی ہے جس کا ہر احمدی عورت سے اظہار ہونا چاہئے اور یہ قرآنی حکم ہے اگر اس کا بار بار زور دے کر ذکر نہ کیا جائے تو کیا یہ کہا جائے کہ بے حیائی بے حیائی کے نعرے لگاؤ؟ مَیں یہ نہیں سمجھتا کہ کوئی احمدی، سچی احمدی عورت یا لڑکی یہ چاہتی ہو کہ اس طرح کے نعرے لگائے۔ پردے کا حکم بھی عورت کی عزت کی حفاظت اور اس کی اہمیت کے پیش نظر ہے۔ اس بارے میں ایک دو اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''یہ زمانہ ایک ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پردہ کی رسم نہ ہوتی تو اس زمانہ میں ضرور ہونی چاہئے تھی کیونکہ کل جُگ ہے۔'' (اور زمین پر یہ آخری زمانہ ہے) ''اور زمین پر بدی اور فسق و فجور اور شراب خوری کا زور ہے اور دلوں میں دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے احکام کی دلوں میں سے عظمت اٹھ گئی ہے۔ زبانوں پر سب کچھ ہے اور لیکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں مگر دل روحانیت سے خالی ہیں۔ ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بَنوں میں'' (یعنی جنگلوں میں) ''چھوڑ دیا جائے۔''

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 174)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''قرآن مسلمان مَردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غَضِّ بَصر کریں۔'' صرف عورتوں کو پردے کا نہیں کہتا مردوں کو بھی کہتا ہے۔ ''جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھ۔ افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا ہے؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوُا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں۔ ان کو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کئے جاتے ہیں۔'' اور اب انٹرنیٹ نے مزید اس گند کو اچھال اچھال کر دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں سَتر کریں۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدّنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے وہ بیشک جائیں۔ لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔'' اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ ''مساوات کے لئے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی ہے اور نہ ان کو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں۔ اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔'' عورتوں کو۔ ''اسلام شہوات کی بناء کو کاٹتا ہے۔'' اس کی بنیاد کو کاٹتا ہے۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 448-449۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔'' یہ اس زمانے میں آپ نے کہا جب یہاں بھی حیا کا کوئی تصور تھا۔ اور اب تو بہت ساری جگہوں پر بالکل اٹھ گیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ ''جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا اُن کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفّت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں''۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر یہ آزادی جو ملی ہے اس سے عورت کی عزت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو میں مان لیتا ہوں غلطی پر ہوں۔ ''لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصّہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا''۔

(ملفوظات جلد7 صفحہ 134۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اگر یہ سب کچھ پابندیوں کے بعد بھی ہوتا ہے تو آزادی کے بعد تو بہت کچھ ہوگا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ حکم بھی جو پردے کا ہے کہ عورت اپنے آپ کو ڈھانک کر رکھے اس کی اہمیت کے پیش نظر ہے۔ عورت کی اہمیت کے لئے، عورت کی عزت و وقار قائم کرنے کے لئے ہے۔ کوئی حکم بھی ایسا نہیں کہ عورت کو مردوں سے کم تر اور مردوں سے نچلے درجے کا سمجھ کر اسے حکم دیا جا رہا ہو۔ گھروں میں عورت کی اہمیت ہے۔ بچوں کی تربیت کی وجہ سے عورت کی اہمیت ہے۔ اپنے رشتے طے کرنے کے وقت لڑکی کی رائے کی اہمیت ہے۔ پردے کا حکم ہے تو اس کی اہمیت ہے۔ پس اس کے بعد کسی قسم کی جھینپ یا احساس کمتری پیدا ہونے کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

(دعا)

☆☆☆

[دعا کے بعد حضور انور نے فرمایا:]

ایک بات میں انتظامیہ کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ایک خاتون یہاں مہمان آئی ہوئی ہیں جو احمدی نہیں ہیں۔ Greece سے آئی ہوئی ہیں۔ انہیں مَیں نے کہا کوئی ایسی بات جو تم نے دیکھی ہو جو کمزوری نظر آتی ہو۔ کیونکہ ابھی جلسے کا ڈیڑھ دن باقی ہے اس لئے انتظامیہ کو بتا رہا ہوں تو کل انہوں نے مجھے بتایا۔ وہ کہنے لگی کہ یہاں جو ڈسٹ بِن (dust bin) رکھے ہوئے ہیں۔ لِٹر بِن (litter bin) رکھے ہوئے ہیں وہ بھرے ہوئے ہیں اور اردگرد گند پڑا تھا۔ کہتی ہیں ایک جگہ بازار میں کچھ گند باہر گرا ہوا تھا۔ وہ بھرا تھا اور اب ڈال تو سکتی نہیں تھی لیکن مَیں نے اپنا کاغذ اسی گند میں پھینک دیا تو وہاں ایک خاتون، جو بھی تھیں ان کی دکان تھی یا انتظامیہ والی تھیں انہوں نے بڑی سختی سے بڑی rudely مجھے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ جو بھی انتظامیہ ہے یا بازار والی ہیں ان کو اپنے نیک نمونے دکھانے چاہئیں، مہمانوں پر بُرا اثر نہ ڈالیں۔

دوسری بات یہ کہ ان کے پروگرام کے مطابق ابھی کچھ نظمیں دس پندرہ منٹ کے لئے پیش کی جائیں گی اور مجھے پتا ہے گرمی بہت ہے۔ ہر ایک پنکھے جھل رہی ہیں۔ میری اپنی بھی یہ حالت ہے کہ اچکن مَیں نے پہنی ہوئی ہے اور اس کے نیچے میری قمیص پسینے سے بالکل شرابور ہو گئی ہے۔ لیکن ان نظم تیار کرنے والوں کی خاطر دس منٹ اور اس گرمی کو برداشت کر لیں۔ چلیں جلدی سے (شروع کریں)۔

بقیہ: مختصر عالمی جماعتی خبریں

.... از صفحہ نمبر 14

قصیدہ کے بعد مکرم امیر صاحب بینن نے مہمانوں کا تعارف کروایا اور مقامی صدر جماعت نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

اس علاقہ کے احمدی بادشاہ، Zé کمیون کی یوتھ ایسوسی ایشن کے صدر مکرم سودابی کرستوف، سیلسٹ چرچ کے نمائندہ اور گاؤں کے چیف نے اپنے خیالات و تأثرات کا اظہار کیا اور جماعتی کاموں کو سراہا۔

بعد ازاں مکرم حاتم حلمی شافعی صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ حاضرین کے اخلاص کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

مکرم شریف عودہ صاحب نے حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ اور حضرت ہاجرہؓ کے ہجرت کے بعد کے حالات بتفصیل بیان کئے۔ بعد ازاں آپ نے حاضرین کو نصیحت کی کہ وہ مسجد کو زیادہ سے زیادہ آباد کریں۔

نمازظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔

....

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خانصاحبؓ گوڑیانی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9جون 2011ء میں حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحبؓ گوڑیانی (ملازم ممباسہ) کامختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خانؓ گوڑیانی تحصیل جھجھر ضلع رہتک کے رہنے والے ایک پٹھان تھے۔ آپ نے کتاب'' آئینہ کمالات اسلام'' سے متاثر ہوکر احمدیت قبول کی۔ اُن دنوں آپ کڑیانوالہ ضلع گجرات میں بطور سب اسسٹنٹ سرجن ڈیوٹی کررہے تھے۔

1904ء میں لاہور میں جو جلسہ مزار داتا گنج بخش کے عقب میں ہوا تھا، اس موقع پر حضورؑ کی گاڑی کے پیچھے ڈاکٹر محمد اسماعیل خان گوڑیانی بھی کھڑے تھے۔

آپ ایک پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ افریقہ میں سلسلہ کی اشاعت کے لئے آپ نے بہت کوشش کی۔ آپ فوجی خدمات پر ممباسہ کے گردونواح اور دیگر بندرگاہوں پر متعیّن رہے۔ 1898ء میں ہندوستان واپس آئے تو آپؓ کی ڈیوٹی طاعون کی وبا پر ضلع جالندھر وہوشیارپور میں لگادی گئی۔ اسی سلسلہ میں آپؓ ضلع گورداسپور میں بھی متعین رہے۔ حضورؑ جب مقدمات کے سلسلہ میں گورداسپور جاتے تو آپؓ کے پاس بھی قیام فرماتے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ایک رسالہ گورنمنٹ کوخوش کرنے اور زمینیں حاصل کرنے کے لئے لکھا جس میں مسلمانوں کے آمدِ مہدی کے عقیدہ سے انکار کیا۔ حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحبؓ یہ استفتاء دہلی اور امرتسر کے علماء کے پاس لے گئے جنہوں نے لکھ دیا کہ مہدی کے آنے کا منکر کافر ہے۔ جب یہ فتویٰ شائع ہوا تو مولوی محمد حسین صاحب اُن علماء کے پاس جاکر روئے پیٹے۔ اس پر اہلحدیث علماء نے لکھ دیا کہ ہم نے جوفتویٰ دیا تھا وہ مرزا صاحب کے خلاف تھا، مولوی محمد حسین بٹالوی کے متعلق نہ تھا۔ لوگ ان علماء کی حرکت پر متعجب تھے لیکن حنفی علماء اس فتوے پر قائم رہے۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے'' کتاب البریہ'' میں اپنی پُرامن جماعت کے ضمن میں حضرت ڈاکٹر صاحبؓ کا ذکرفرمایاہے۔

آپؓ 9 جون 1921ء کو وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ آپؓ کی وفات والے دن کی صبح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپؓ کی وفات کے متعلق رؤیا دیکھی تھی۔ آپؓ کی اولاد میں ایک بچی کا ذکرآتا ہے۔

ڈاکٹر عمر احمد شہید

ڈاکٹر عمر احمد صاحب 28 مئی 2010ء کو لاہور کی احمدیہ مساجد میں ہونے والی دہشتگردی کے نتیجہ میں شہید ہوئے۔ آپ 13/جولائی 1979ء بروز جمعہ مکرم ڈاکٹر عبدالشکور میاں صاحب سابق صدر حلقہ سمن آباد لاہور کے ہاں پیدا ہوئے۔ مکرم چوہدری عبدالستار صاحب مرحوم سابق صدر سمن آباد آپ کے دادا اور حضرت منشی عبدالعزیز صاحبؓ اوجلوی (یکے از 313) پڑنانا تھے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11 جون 2011ء میں مکرمہ ۔ ناصر صاحبہ نے اپنے شہید خاوند مکرم ڈاکٹر عمر احمد صاحب کا تفصیل سے ذکرخیر کیا ہے۔ آپ رقمطراز ہیں کہ میری اور عمؔر کی شادی 20دسمبر 2008ء کو ہوئی۔ صرف ڈیڑھ سال کا مختصر عرصہ ہم اکٹھے رہے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بیٹی ثمرین سے نوازا جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔

ڈاکٹر عمر احمد بہت ہی پیار کرنے والے اور احساس کرنے والے انسان تھے۔ میرا ہر حال میں انہوں نے خیال رکھا۔ اگرمَیں بیمار ہوتی تو رات کو بھی جاگتے رہتے۔ بہت زیادہ خیال رکھتے تھے خود پانی پیتے تو مجھے بھی لاکر دیتے کہ شاید میں نے بھی پانی پینا ہو۔ گھر کے کام کاج میں میری مدد کرتے۔ اگرمَیں مصروف ہوتی تو بیٹی کوسنبھالتے۔ کھانے کے معاملہ میں کبھی تکلّف نہیں کیا۔ بہت ہی سادہ غذا پسند تھی۔ اونچی آواز میں نہ کبھی بولتے اور نہ ہی اونچی آواز میں بولنے کو پسند کرتے۔ کم گو اور حلیم طبیعت کے مالک تھے۔ بچپن میں کبھی بھی کسی چیز کے لئے ضِد نہ کی اور نہ ہی ایسی شرارت جس سے دوسروں کوتنگی محسوس ہو۔

چھوٹی عمر سے ہی نمازیں ادا کرنے اور دیگر جماعتی کاموں میں حصہ لینے کا جذبہ پیدا ہوگیا تھا۔ پانچوں نمازیں ادا کرتے اور باقاعدگی سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ کتب سلسلہ کا مطالعہ کرتے۔ خدام الاحمدیہ میں زعیم حلقہ اور دیگر شعبوں میں سالہاسال خدمت کی توفیق پائی۔ جماعتی طور پر بھی وصایا، تعلیم اور اشاعت کے سیکرٹری رہے۔ خدمت خلق کا بڑا شوق تھا۔ اگر کبھی کسی کوخون کی ضرورت ہوتی توسب سے پیش پیش ہوتے اور مشکل میں دوسروں کے کام آتے تھے۔ حتیٰ کہ 28 مئی کو دارالذکر میں جب آواز آئی کہ کوئی ڈاکٹر ہے تو آپ فوری طور پر آگے بڑھے اور دہشتگردی کی گولی کا نشانہ بن گئے۔ 22 سال کی عمر میں آپ نے وصیت کرنے کی توفیق پائی۔

عمؔر صرف پردہ کے معاملے میں سختی کرتے ورنہ کبھی کسی بات پر سختی نہیں کی۔ مجھ سے نماز اور قرآن کریم کی تلاوت کا ضرور پوچھتے۔ کہتے کہ ثمرین کو گود میں بٹھا کر تلاوت کیا کرو اس طرح بچے کوبھی شوق پیدا ہوتا ہے۔ خود صبح تلاوت کئے بغیر گھر سے نہیں نکلتے تھے۔ چاہے ایک آیت ہی پڑھ لیں ترجمے کے ساتھ ضرور پڑھتے تھے۔ اکثر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ارشاد سنایا کرتے تھے کہ بے شک ناشتہ چھوڑ دو مگر صبح قرآن مجید کی تلاوت ضرور کیا کرو۔ نماز مغرب وعشاء کے بعد لمبا وقت نوافل میں صَرف کرتے۔ کئی مرتبہ وقف عارضی پر بھی گئے۔

عمؔر میرے سب سے بہترین دوست تھے۔ ہم دونوں ہر بات ایک دوسرے سے کرتے تھے۔ تاہم اگر کوئی جماعتی بات راز میں رکھنے والی ہوتی تو وہ کبھی نہیں بتاتے تھے۔ کہتے کہ مَیں خیانت نہیں کرسکتا۔

عمؔر میرے والدین کی بہت عزت کرتے اور میری تینوں بہنوں سے بہت پیار کرتے۔ چونکہ ہمارا کوئی بھائی نہیں اس لئے حقیقی معنوں میں عمر نے میری بہنوں کو بھائی کا پیار دیا۔ گاہے بگاہے ان کے لئے تحائف بھی لے کر آتے۔ بلاجھجک میرے گھر والے عمر کو کام کہہ دیتے اور وہ بہت خوشی سے کرتے تھے۔ مَیں شادی کے بعد بھی کچھ عرصہ تک کالج جاتی رہی۔ مجھے ہر روز کالج چھوڑتے اور چھٹی کے وقت لیتے اور میری پڑھائی میں بہت مدد کرتے تھے۔ سہیلیوں کے ساتھ فون پر بات کرنے اور وقت گزارنے پر کبھی بُرا نہیں منایا۔

آپ نے میری ہر تکلیف کواپنی تکلیف سمجھا اور میری ہرخواہش میں شامل رہے۔ بہت سادہ طبیعت انسان تھے۔ فیشن کی طرف توجہ نہیں تھی لیکن ہمیشہ سادہ اور صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔ بہت نفاست پسند تھے۔ ہر چیز مکمل ترتیب سے سلیقے سے رکھتے۔

ہر وقت خدمت دین کے لئے تیار رہتے۔ حضور کو باقاعدہ ہر ہفتے خط لکھتے اور حضور کا ہر حکم فوراً مانتے۔ صدسالہ خلافت جوبلی کی دُعائیں باقاعدگی سے پڑھتے۔ بہت عاجزانہ رویہ تھا۔ کہتے تھے کہ دُعا کرو اللہ تعالیٰ برکت ڈالے اور ہم زیادہ سے زیادہ چندے دے سکیں۔

زندگی میں خداتعالیٰ نے دومرتبہ انہیں خاص فضل فرماتے ہوئے حادثات میں محفوظ رکھا۔ پہلی بار تین چار سال کی عمر میں گاڑی کے نیچے آگئے اور دوسری مرتبہ 25فٹ اونچی چھت سے گرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے خراش تک نہ آئی۔ بچپن سے ہی جنگ کے واقعات اور شہادت پانے والوں کی کہانیاں سُننے کا شوق تھا۔ تیسری جماعت میں تھے کہ میجر عزیز بھٹی شہید کے بارہ میں پروگرام دیکھا اور اتنے متأثر ہوئے کہ اپنی کاپیوں پر اپنا نام'' میجر عُمر احمد شہید'' لکھا اور اس کی محبت میں میجر عزیز بھٹی شہید کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں اُن کے کارناموں کوسراہتے ہوئے اس بات کا ذکر کیا کہ آپ کی شہادت کے بعد آپ کی والدہ آپ کو یاد کرتی ہیں اور نیچے اپنا نام میجر عمر احمد شہید لکھا۔ اسی جنون کی وجہ سے ایک مرتبہ ریگولر کورس میں فوج میں کمیشن کے لئے کوشش کی اور دوسری مرتبہ ڈاکٹر بننے کے بعد کمیشن کے لئے کوشش کی۔ لیکن دونوں مرتبہ ISSB تک کامیابی حاصل کی مگرکمیشن کے لئے منتخب نہ ہوسکے۔

شادی کے بعد سے ہی اکثر شہادت کے موضوع پر مجھ سے بات کرتے کہ انہیں بچپن ہی سے شہادت کا شوق تھا۔ کہتے تھے کہ جنت میں جانے کا سب سے آسان راستہ یہی ہے پر میری ایسی قسمت کہاں۔ اکثر کہتے کہ مَیں تو جماعت کی خاطر سینے پر گولی کھالوں گا۔

عمؔر کی شہادت سے دو ماہ قبل مَیں نے خواب میں دیکھا کہ عمر احمد کی دوسری شادی ہو رہی ہے اور مَیں زاروقطار رو رہی ہوں۔

عمؔر نے کبھی کسی کوتکلیف نہیں دی۔ سخت گرمی میں دفتر سے دوپہر کو آتے تو ہلکی سی گھنٹی بجاتے تاکہ کوئی ڈسٹرب نہ ہو۔ اور کبھی تو کافی دیر تک خاموشی سے باہر کھڑے رہتے۔

شہادت کے وقت عمؔر ریسرچ کے ایک سرکاری ادارہ میں بطور ویٹرنری آفیسر ملازمت کررہے تھے۔ دفتر کے تمام لوگ آپ کے کردار کی بے حد تعریف کرتے۔ تاہم عمؔر محض چند عناصر کے متعصّبانہ رویے کا اکثر ذکرکرتے تھے اور اس پر افسوس کا اظہار کرتے تھے۔

محترم میاں محمد سعید اختر صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24دسمبر 2010ء میں مکرم عبدالسمیع حسنی صاحب کے قلم سے محترم میاں محمد سعید اختر صاحب کے ذکرخیر پر مشتمل ایک مضمون شائع ہوا ہے۔

محترم میاں محمد سعید اختر صاحب 13/مئی 2010ء کو بعمر 83 سال وفات پاگئے اور بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ نے بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑے۔

مرحوم نے میٹرک میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ پھر آپ نے اکیلے ہی قادیان کے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کی۔ آپ کے قبولِ احمدیت کے نتیجہ میں والد نے شدید خفگی کا اظہار کیا اور مزید تعلیم دلوانے سے انکار کردیا نیز خاندان والوں کے علاوہ گاؤں والوں نے بھی سخت مخالفت کی۔ لیکن نامساعد حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو دینی و دنیاوی عزت سے نوازا۔ چنانچہ پہلے 25 سال نیشنل بینک میں ملازمت کی۔ دورانِ ملازمت فاضل پنجابی کے بعد انگریزی اور اکنامکس میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی، طبّ میں حکیم حاذق کیا اور الیکٹروپیتھی کا ڈپلومہ بھی لیا اور مینیجر کہ عہدہ تک پہنچے۔ پھر جنرل انشورنس کمپنی میں بہتر عہدہ مل گیا۔ وہاں 35سال کی ملازمت کے بعد سینئر وائس پریذیڈنٹ کے عہدہ سے استعفیٰ دیا لیکن کمپنی نے استعفیٰ منظور نہ کیا اور آپ کی خواہش پر آپ کی تبدیلی لاہور کردی۔

آپ کو فیصل آباد میں گیارہ سال تک بطور صدر حلقہ خدمت کی توفیق ملی۔ 30 سال تک انصاراللہ کے نائب ناظم ضلع بھی رہے۔ سات سال تک سیکرٹری صدسالہ جوبلی فنڈ بھی رہے۔ آپ میں قربانی کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ سالہاسال تک اپنی گاڑی جماعتی خدمت کے لئے نہ صرف وقف رکھی بلکہ خود ہی ڈرائیو بھی کرتے رہے۔

ماہنامہ ''النور'' امریکہ اگست وستمبر 2010ء میں سانحۂ لاہور کے حوالہ سے مکرم حبیب الرحمٰن ساحر صاحب کی ایک طویل نظم شامل اشاعت ہے جو پاکستان کے حکمرانوں کے نام تعریض کے طور پر کہی گئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

میرے جسم تم پہ نثار ہوں ، میرے خون تم پہ مباح رہیں
رہو ان شہیدوں پہ تم گواہ ، یہ شہید تم پہ گواہ رہیں

یہی پھول جو تمہیں بھا گئے ، لو! وہ سارے قرض چُکا گئے
کہ قفس قفس میں ہو روشنی ، سَو چراغِ جان جلا گئے
بنیں سب شہیں تری نُو رزآ ، تیرے دن سرورِ صباح رہیں

یہی فخرِ سرَ و و چمن مِرے ، یہی مانِ خُلد و عدن مِرے
اِنہی سے ملی ہے لقا مجھے ، یہی نذرِ رہنِ وطن مِرے
یہ بہار سوئے فلک چلے ، یہ ثمار حرزِ نگاہ رہیں

ترے خانہ ہائے نقّار میں یہ نوائے مرغِ اسیر ہے
یہ غریب شہر کی آہ ہے ، یہ قتیلِ ہجر کا تِیر ہے
تُو سُنے ، سُنے ، کہ تُو نہ سُنے ، یہ سند برنگِ صلاح رہیں

اے امیرِ شہر! قریب ہیں وہ عدیلِ حشر کی ساعتیں!
جہاں گُنگ ہوں گے یہ غُلغلے ، جہاں بول اُٹھیں گی سماعتیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 23, 2015 – October 29, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 23, 2015

00:20	Tilawat: Surah Al-Hijr, verses 41-65 with Urdu translation.
00:35	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'steadfastness'.
00:50	Yassarnal Quran: Lesson no. 27.
01:10	Waqfe Nau Ijtema: Recorded on May 01, 2011.
02:05	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
02:35	Spanish Service: Programme no. 6.
03:05	Pushto Muzakarah
03:45	Tarjamatul Quran Class: Verses 110 - 119 of Surah Al-Baqarah. Class no. 13, recorded on September 21, 1994.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 184.
06:00	Tilawat: Surah Al-Hijr, verses 66-100 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 28.
06:50	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 25, 2011.
07:55	Seerat-un-Nabi
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on October 17, 2015.
09:50	Indonesian Service
10:55	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 69.
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah Yousuf, verses 65-80.
13:50	Hazrat Imam Hussain
14:30	Shotter Shondhane
15:35	Dua-e-Mustaja'ab: Programme no. 48.
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30	Warplane Heritage Museum
20:20	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday October 24, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:40	Yassarnal Quran
01:10	Jalsa Salana Germany Address
02:10	Friday Sermon: Recorded on October 23, 2015.
03:20	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 185.
06:00	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 1-12 with Urdu translation.
06:10	In His Own Words: Programme no. 18.
06:45	Al-Tarteel: Lesson no. 05.
07:15	Jalsa Salana UK Address: Rec. July 24, 2009.
08:15	International Jama'at News
08:45	Story Time: A children's programme featuring Islamic stories, teaching various aspects of religious and moral values. Programme no. 44.
08:55	Question And Answer Session: Recorded on June 15, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on October 23, 2015.
12:15	Tilawat: Surah Yousuf, verses 81-96.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Hazrat Imam Hussain
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Jalsa Salana UK Address [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 182.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday October 25, 2015

00:10	World News
00:25	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:05	Al-Tarteel
01:35	Jalsa Salana UK Address
02:35	Story Time
03:00	Friday Sermon: Recorded on October 23, 2015.
04:10	Hazrat Imam Hussain
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 186.
06:05	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 13-26 with Urdu translation.
06:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karain: Programme no. 01.
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 28.
07:00	Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on November 7, 2013 in Japan.
07:55	Faith Matters: Programme no. 182.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on March 19, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on July 04, 2014.
12:05	Tilawat: Surah Yousuf, verses 97-112.
12:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karain [R]
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon [R]
14:15	Shotter Shondhane
15:20	Huzoor's Mulaqat With Students [R]
16:00	Ashab-e-Ahmad
16:35	Warplane Heritage Museum
17:05	Kids Time: Programme no. 26.
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's Mulaqat With Students [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:45	Food For Thought
21:10	Ashab-e-Ahmad
21:45	Friday Sermon [R]
22:55	Question And Answer Session [R]

Monday October 26, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karain
00:50	Yassarnal Quran
01:20	Huzoor's Mulaqat With Students
02:15	Food For Thought
02:40	Ashab-e-Ahmad
03:15	Friday Sermon: Recorded on October 23, 2015.
04:30	Warplane Heritage Museum
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 187.
06:00	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 27-36 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'seeking forgiveness and asking for repentance from Allah'.
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 05.
06:55	Pan Africa Dinner: Hosted by Huzoor on November 26, 2011.
08:05	International Jama'at News
08:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on August 01, 1997.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on May 29, 2015.
11:25	Quran And Science
12:00	Tilawat: Surah Yousuf, verses 106-112 and Surah Ar-Ra'd, verses 1-6.
12:10	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'prayer'.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 04, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Quran And Science [R]
15:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
15:55	Rah-e-Huda: Recorded on October 24, 2015.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Pan Africa Dinner [R]
19:25	Somali Service: Programme no. 22.
19:55	Dars-e-Malfoozat [R]
20:05	Tehrik-e-Jadid
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:05	Friday Sermon: Recorded on December 04, 2009.
23:00	Quran And Science [R]
23:25	Medical Matters

Tuesday October 27, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Al-Tarteel: Lesson no. 05.
01:15	Pan Africa Dinner
02:25	Kids Time: Programme no. 26.
03:00	Friday Sermon: Recorded on December 04, 2009.
03:55	Liqa Maal Arab: Session no. 188.
06:00	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 37-49 with Urdu translation.
06:15	In His Own Words: Programme no. 19.
06:45	Yassarnal Quran: Lesson no. 29.
07:00	Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on November 7, 2013 in Japan.
07:35	Freedom Of Speech
08:15	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 18.
08:30	Australian Service
09:00	Question And Answer Session: Recorded on November 26, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on October 23, 2015.
12:05	Tilawat: Surah Ar-Ra'd, verses 7-21.
12:20	In His Own Words [R]
12:50	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 182
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Spanish Service: Programme no. 12.
15:35	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 18.
16:00	Pakistan In Perspective
16:45	Freedom Of Speech
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Huzoor's Mulaqat With Students
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on October 23, 2015.
20:25	Aao Urdu Seekhain [R]
20:40	Australian Service
21:10	Noor-e-Mustafwi
21:25	Pakistan In Perspective
22:00	Faith Matters [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday October 28, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	In His Own Words
01:00	Yassarnal Quran
01:15	Huzoor's Mulaqat With Students
01:50	Freedom Of Speech
02:30	Aao Urdu Seekhain
02:45	Pakistan In Perspective
03:20	Story Time: Programme no. 44.
03:45	Australian Service
04:25	Noor-e-Mustafwi
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 189.
06:00	Tilawat: Surah An-Nahl, verses 62-71 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karain: Programme no. 01.
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 05.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Rec. July, 25 2009.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on June 15, 1996.
10:05	Indonesian Service
11:10	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on October 23, 2015.
12:15	Tilawat: Surah Ar-Ra'd, verses 22-34.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 29, 2010.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 76
15:40	Kids Time: Programme no. 26.
16:15	Faith Matters: Programme no. 181.
17:20	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana UK Address [R]
19:55	French Service: Programme no. 28.
21:00	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:35	Kids Time
22:05	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan

Thursday October 29, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat
01:00	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana UK Address
03:00	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:40	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 190.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 29.
06:50	Inauguration Of Tahir Mosque: Recorded on February 11, 2012.
08:00	Beacon Of Truth
09:00	Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Baqarah verses 120 – 127. Class no. 14, recorded on September 27, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Japanese Service
12:00	Tilawat: Surah Ar-Ra'd, verses 35-44.
12:20	Dars-e-Malfoozat: The topic is 'Obedience'.
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:00	Beacon Of Truth [R]
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on October 23, 2015.
15:00	Aadab-e-Zindagi
15:45	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 18.
16:00	Persian Service: Programme no. 08.
16:30	Tarjamatul Quran Class [R]
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Inauguration Of Tahir Mosque [R]
19:30	German Service
20:40	Faith Matters: Programme no. 181.
21:45	Tarjamatul Quran Class [R]
23:00	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 23 October, 2015 | Issue No. 43

عورت کی اہمیت آجکل کے حکومتی نظاموں میں مجبوری کی وجہ سے تو ہے لیکن اس کی حقیقی قدر کی وجہ سے نہیں۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی جو قدر اور مقام قائم فرمایا وہ اس کی تعداد کی زیادتی کی وجہ سے یا اس کی کسی دنیاوی حیثیت یا حسن کی وجہ سے قائم نہیں فرمایا بلکہ یہ مقام اس کی ذمہ داریوں اور اس کی قربانیوں کی وجہ سے قائم فرمایا۔

اسلام میں ماں بچوں کی جنت کی یونہی تو ضامن نہیں بنادی گئی۔ ماں کی اولاد کی تربیت، اسے نیکیوں پر چلانا، اسے ملک وقوم کا بہترین فرد بنانا، اسے عابد بنانا، اسے دین سکھانا، اسے جان مال وقت کو قربان کرنے کی اہمیت کا احساس دلانے والا بنانا اور پھر اس کے لئے ہمہ وقت اس کو تیار کرنا اور اس کا تیار رہنا یہ چیزیں ہیں جو اس بچے کو جنت میں لے جاتی ہیں۔

پھر ایسی تربیت کرنے والی ماں جو بچے کا خیال رکھنے والی ہو، اس کی تربیت کرنے والی ہو، اس کو یہ احساس دلانے والی ہو اور ایسی خدمت کرنے والی ہو جو کبھی احسان نہ جتائے تو ایسی ماں پھر خود بھی جنت میں جاتی ہے۔

> اس معاشرے میں رہتے ہوئے دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے، پیسے کمانے کے لئے، صبح سے شام تک گھر سے باہر رہ کر کام کرکے اور شام کو تھک ہار کر گھر آ کر پھر بچوں پر توجہ نہ دے کر انہیں ہلاکت میں نہ ڈالیں بلکہ ان کی تربیت اور تعلیم کی طرف بھرپور توجہ دیں۔

میاں بیوی کو آپس کی رنجشوں کو بچوں کی پیدائش کے بعد بچوں کی خاطر قربانی کرتے ہوئے ختم کرنا چاہئے ورنہ بچوں کے بگڑنے کا بہت زیادہ امکان ہے۔ اپنی نسلوں کو برباد ہونے سے بچائیں اور دونوں میاں بیوی اپنے دلوں میں تقویٰ پیدا کریں۔

اعتراض کرنے والے اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام لڑکیوں کو اپنا رشتہ طے کرنے کی آزادی نہیں دیتا۔ اگر حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں تو یہ اسلام کی تعلیم کا معاملہ نہیں بلکہ بعض ملکوں اور قبائل اور برادریوں کی روایات کا معاملہ ہے۔

اس زمانے میں حقیقی مومنہ وہی ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت کی ہے۔ اس کا یہ عہد ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی۔ پس دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو ہمیشہ سامنے رکھیں اور رشتے کرتے ہوئے بھی سامنے رکھیں۔ اسی طرح احمدی لڑکوں سے مَیں یہ کہوں گا کہ وہ احمدی لڑکیوں سے رشتے کریں۔

> رشتوں کے بارے میں اسلام لڑکی کی رائے کو اوّلیت اور اہمیت دیتا ہے اور وہ ماں باپ جو اس پر عمل نہیں کرتے اور اپنی بچیوں پر ظلم کرتے ہیں وہ اسلام کو بھی بدنام کرتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے رشتوں سے منع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہو، برادری اور پیسے کی وجہ سے رشتوں میں روکیں نہیں ڈالنی چاہئیں۔

پردہ کیا ہے؟ یہ حیا کا قائم کرنا ہے۔ اگر پردہ کر کے بے حیائی قائم رہتی ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور حیا جسم کو ڈھانپنے میں ہی ہے۔ عورت کی زینت اور خوبصورتی اس کا پردہ ہی ہے جس کا ہر احمدی عورت سے اظہار ہونا چاہئے اور یہ قرآنی حکم ہے۔

جماعت احمدیہ یوکے کے 49ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 22 اگست 2015ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن میں مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آجکل فی زمانہ کسی بھی معاشرے میں، ملک میں عورتوں کی تعداد کے لحاظ سے بڑی اہمیت ہے۔ یعنی اس جمہوری دور میں اگر کوئی اہمیت ہے تو اس لئے کہ دنیاداروں کی نظر میں عورتوں کی تعداد مَردوں سے زیادہ ہے۔ دنیا کے سیاسی نظام میں ہم دیکھتے ہیں تو بڑے بڑے ملکوں کے سیاستدان بھی اپنے انتخابات میں، انتخابی پروگراموں میں اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم عورتوں کے یہ حقوق قائم کریں گے اور وہ حقوق قائم کریں گے۔ پھر عورتوں کی توجہ کھینچنے کے لئے مختلف حیلے اور طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ دنیادار عورتیں سمجھتی ہیں کہ جو عورتوں کی تعریفیں ہو رہی ہیں، جن کے وعدے ان سے ہو رہے ہیں وہ اس لئے ہیں کہ اب ترقی یافتہ ممالک میں عورت کی مردوں کے ساتھ برابری کو تسلیم کر لیا ہے اور ہماری تعریفیں جو کسی بھی رنگ میں کی جا رہی ہیں حقیقی تعریفیں ہیں اور ہمارے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اس کو حقیقت اور فطرت کے معیار پر پرکھے تو پتا چلے گا کہ اس میں بھی مردوں کے یا سیاستدانوں کے اپنے مفادات کا پلڑا بھاری ہے۔ بیشک عورت نے پڑھ لکھ کر اور معاشرے میں اپنے حقوق کی آواز اٹھا کر، اپنے طرفدار پیدا کر کے جن میں ان کے حقوق کی تنظیمیں بھی شامل ہیں اپنا مقام حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی ان سے امتیازی سلوک ترقی یافتہ ممالک میں بھی ہوتا ہے۔ اس ترقی یافتہ معاشرے میں بھی سوائے کسی پیشہ ورانہ مہارت کے میدان کے عورت کو عام ملازمت کی صورت میں مردوں سے کم ہی معاوضہ ملتا ہے چاہے وہ کسی بہانے سے کم مل رہا ہو۔ گھروں میں خاوندوں کی سختیوں اور مار پیٹ کا بھی یہاں کی عورت نشانہ بن رہی ہے۔ کہنے کو تو یہاں محبت کی شادیاں ہوتی ہیں، پسند کی شادیاں ہوتی ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد ہی اختلافات

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں